بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلاق معلق کے بعض اہم مسائل

مفتی محمد رفیق حسنی

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

گزارش

میرے علم کے مطابق تفویض طلاق اور تعلیق طلاق کے احکام اور مسائل نہایت مشکل مسائل سے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق بہت کم علماء تفویض اور تعلیق کے مسائل سمجھتے ہیں۔

جب میرے پاس تفویض اور تعلیق کے دو استفتاء پہنچے تو میں نے مناسب سمجھا کہ دونوں استفتاء کے جوابات کے علاوہ تفویض اور تعلیق کے دیگر معتدبہ تعداد میں مسائل بھی ذکر کردیئے جائیں تاکہ قارئین صحیح اور مکمل استفادہ کرسکیں۔ چنانچہ تفویض کے مسائل مجلہ فقہ اسلامی میں شائع کرادیئے گئے تھے اگرچہ بوجوہ میرے پاس آنے والے تفویض کا استفتاء اور اس کا جواب شائع نہیں کیا جاسکا لیکن تعلیق کا استفتاء اور دیگر مسائل شائع کرائے جارہے ہیں اگر قارئین میری خطاء پر مجھے مطلع کریں گے تو میں نہایت ممنون ہوں گا۔

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں زید کی بیوی عرصۂ دراز سے شوہر کے ساتھ ظالمانہ رویہ رکھے ہوئی تھی، اپنے شوہر کو فحش گالیاں دینا، کہنا نہ ماننا، شوہر پر ہاتھ اُٹھانا اور ہسپتال تک پہنچانا، انتقاماً بچوں کو مارنا پیٹنا، بغیر اجازت غیر محرم کے ہاں قیام کرنا اور سفر کرنا، گھر کا

دروازہ شوہر کے لئے بند کر دینا، بچوں کو گھر سے نکال دینا، اپنی قسمت اور مقدر پر پورا پورا دن روتے رہنا، ہر وقت عزیز واقارب کو لعن طعن کرنا اور کوسنا، شوہر کو قتل کرنے اور زہر دینے کی دھمکی دینا، ناراض اور روٹھ کر میکے چلے جانا، شادی (سنت رسول ﷺ) سے برملا نفرت کا اظہار کرنا، شوہر پر جھوٹے الزامات لگانا، ڈاکٹروں، دکانداروں اور عاملین کے سامنے شوہر کے گلے شکوے کرنا، بازاروں اور سڑکوں پر چلتے موٹر سائیکل سے چھلانگ لگا کر بھاگ پڑنا، ہر جگہ، شوہر کی تذلیل اور بے عزتی کرنے کا اپنا شیوہ بنالینا، سمجھانے اور بجھانے پر جلی کٹی سنانا، ناراضگی پر خلع اور طلاق کا مطالبہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

زید نے مذکورہ پس منظر میں سب سے پہلے بیوی کے والدین کو صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے شفقت دختری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر بار اپنے داماد کو قصور وار ٹھہرایا اور داماد کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے بے التفاتی کا مظاہرہ کیا، شوہر موصوف نے اپنے سرکردہ رشتہ داروں کے سامنے چیدہ چیدہ حالات و واقعات گوش گزار کئے لیکن عورت کی مظلومیت اور مکر بازی کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی نے توجہ نہ دی مذکورہ بالا صورتِ حال سے تنگ آ کر ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے، سوچ سمجھ کر اور دوست احباب اور عزیز واقارب سے مشاورت کے بعد زید نے ایک رشتہ دار کے ذریعے اپنی بیوی اور سسرال والوں کو مشروط طلاق کا خط لکھ کر ارسال کیا اور انہوں نے طلاقِ بائنہ کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا۔

مشروط الفاظ کی عبارت حسب ذیل ہے:

''اگر زید کی بیوی اپنی سابقہ اور موجودہ غلطیوں کا اعتراف نہ کرے اور اپنے کئے پر معافی نہ مانگے تو زید کی طرف سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہے۔''

مذکورہ بالا مشروط الفاظ کی روشنی میں:

۱۔ کیا زید کی بیوی اگر غلطیوں کا اعتراف نہ کرے اور معافی نہ مانگے تو طلاق واقع ہو جائے گی؟

۲۔ بالفرض زید کی بیوی یہ کہتی ہو کہ میں کبھی غلطیوں کا اعتراف نہیں کروں گی اور کبھی معافی نہیں مانگوں گی تو طلاق واقع ہو جائے گی؟

۳۔ اگر طلاق واقع ہوگی تو کون سی طلاق واقع ہوگی اور کب واقع ہوگی؟

۴۔ اگر میاں بیوی صلح کر کے زوجین کی حیثیت سے بقیہ زندگی گزارنا چاہیں تو اسکی صورت کیا ہوگی؟

۵۔ مسلکہ فتاویٰ میں سے کون سا فتویٰ صحیح اور صواب ہے؟

قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ السائل بندۂ خدا

(باسمہٖ تعالیٰ)

الجواب و منه الصدق والصواب

صورتِ مسئولہ میں مذکورہ مشروط الفاظ سے زید کی بیوی پر زوجین سے کسی ایک کے فوت ہونے تک طلاق واقع نہیں ہوگی لیکن شوہر یا بیوی کی زندگی کے آخری لحہ میں طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی جس دن زید یا زید کی موصوفہ بیوی فوت ہوگی اسی دن موت سے پہلے زندگی کے آخری جزء میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ لہٰذا اگر زید کی بیوی کی خواہش ہو کہ مذکورہ الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے تو اس کو اپنی یا شوہر کی موت کا انتظار کرنا ہوگا تاکہ زندگی کے آخری لحہ میں آزاد ہو سکے، کیونکہ طلاق مشروط اور معلق غیر مؤقت میں اگر منفی شرط کا ذکر کلمہ اِنْ کے ساتھ ہو تو جب تک شرط کی نقیض اور مخالف جہت سے مایوسی نہ ہو اس وقت تک منفی شرط کا تحقق نہیں ہوتا، لہٰذا اس شرط پر معلق طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، یعنی منفی شرط میں جب تک امکانِ بر رہتا ہے اس وقت تک حالف حانث نہیں ہوتا۔

۱۔ پہلی مثال تو شوہر نے بیوی سے کہا ''اگر تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے۔'' پھر طلاق نہیں دی تو طلاقِ معلق زوجین میں سے پہلے فوت ہونے والے فرد کی زندگی کے آخری لحہ میں واقع ہوگی، کیونکہ یہاں منفی شرط کا ذکر کلمہ اِنْ کے ترجمہ کلمۃ اگر کے ساتھ ہے اور شرط مذکور کی نقیض طلاق دینا ہے اور طلاق دینے کا امکان زوجین میں سے کسی ایک کی موت تک رہتا ہے اس لئے کسی ایک کے مرنے تک طلاق واقع نہیں ہوگی، اور مرنے سے پہلے منفی شرط جس پر طلاق معلق ہے متحقق نہیں ہوگی حالانکہ شوہر طلاق نہیں دے رہا، اور کہہ بھی رہا ہو کہ میں طلاق نہیں دوں گا پھر بھی ''تجھے طلاق نہ دوں'' منفی شرط کا تحقق نہیں ہوگا۔ لہٰذا انت طالق سے معلق طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (فتح القدیر)

۲۔ دوسری مثال: شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''اگر میں تمہارے فلاں شہر نہ آؤں تو تجھے طلاق

ہے۔'' شوہر بیوی کے مذکورہ شہر نہیں گیا تو طلاق نہیں ہوگی، کیونکہ شرط کی نقیض یعنی شوہر کا بیوی کے شہر جانے کا امکان جب تک باقی رہے گا، منفی شرط کا تحقق تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اس منفی شرط پر معلق طلاق بھی واقع نہیں ہوگی، جس وقت شوہر فوت ہوگا اس وقت شوہر کے لئے مذکور شہر اور بلد یہ جانے کا امکان نہیں رہے گا، اور منفی شرط شہر نہ آنے کا وجود تسلیم کیا جائے گا۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں شوہر کے مرنے سے پہلے زندگی کے آخری لمحے میں طلاق واقع ہو جائیگی۔

۳۔ تیسری مثال: شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''اگر تو نے مجھے فلاں امر کی خبر نہ دی تو تجھے طلاق ہے۔'' بیوی نے خبر نہیں دی اور کہتی بھی ہے کہ میں خبر نہیں دوں گی، پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ جب تک منفی شرط کی مخالف جہت اور پہلو (خبر دینا) ممکن رہے گا اس وقت تک وجودِ شرط (خبر نہ دینا) متحقق نہیں ہوگا اور شرط پر معلق طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔'' اور جب بیوی فوت ہو جائے گی، اس وقت شرط کی نقیض اور مخالف پہلو ممکن نہیں رہے گا اور شرط متحقق ہو جائے گی، لہٰذا بیوی کی زندگی کے آخری لمحہ میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ (فتح القدیر)

پہلی دو مثالوں میں شوہر نے طلاق کو اپنے فعل کی نفی پر معلق کیا اور تیسری مثال میں شوہر نے بیوی کے قول اور عمل کی نفی پر طلاق کو معلق کیا اور اگر شوہر طلاق کو کسی اجنبی کے فعل کی نفی پر اردو لغت میں کلمہ اگر کے ساتھ معلق کرے گا تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

صورتِ مسئولہ میں بھی شوہر نے طلاق کو بیوی کے دو قولوں اور عملوں کی نفی پر کلمہ اگر کے ساتھ معلق کیا ہے پہلا عدم اعتراف اور دوسرا عدم طلبِ معافی لہٰذا جب تک غلطیوں کے اعتراف اور طلبِ معافی کا امکان رہے گا اس وقت تک طلاق واقع نہیں ہوگی اور یہ امکان بیوی یا شوہر کے مرنے پر ختم ہو جائے گا۔ جب اعتراف اور طلبِ معافی کا امکان نہیں رہے گا اس وقت منفی شرط کا تحقق ہوگا اور بیوی کی زندگی کے آخری لمحہ میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

الحاصل صورت مسئولہ میں اگر بیوی غلطیوں کا اعتراف کر لے اور معافی بھی مانگ لے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، میاں بیوی کا نکاح قائم ہے۔ اور اگر بیوی غلطیوں کا اعتراف نہ کرے اور معافی نہ مانگے تو زوجین میں سے کسی ایک کی زندگی کے آخری لمحہ میں طلاق واقع ہو جائے گی اس سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

صورت مسئولہ میں تعلیق کے الفاظ یہ ہیں ''اگر زید کی بیوی سابقہ اور موجودہ غلطیوں کا

اعتراف نہ کرے اور اپنے کئے پر معافی نہ مانگے تو زید کی طرف سے ہمیشہ کے آزاد ہوگی۔'' مذکورہ الفاظ کا واضح مفہوم یہ ہے کہ بیوی کو شوہر سے معافی نہ مانگنے کی صورت میں طلاق ہوگی اس لئے زوجین میں سے ہر ایک کی وفات سے امکان بر نہیں رہے گا اور زید حانث ہو جائیگا اور زید یا بیوی کی زندگی کے آخری لحمہ میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ شوہر سے معافی مانگنے سے ناامیدی اور یأس جس طرح بیوی کے فوت ہونے سے ثابت ہو جائے گی اسی طرح شوہر کے فوت ہونے سے بھی ثابت ہو جائے گی کیونکہ زندہ شوہر سے معافی مانگی جاتی ہے میت سے معافی نہیں مانگی جاتی۔

لہٰذا اگر بیوی اپنی غلطیوں کا اعتراف نہ کرے اور معافی نہ مانگے بلکہ وہ یہ بھی کہے کہ میں کبھی غلطیوں کا اعتراف نہیں کروں گی اور معافی نہیں مانگوں گی تو بھی زندگی بھر طلاق واقع نہیں ہوگی، بیوی کے فوت ہونے پر اس کی زندگی کے آخری لحمہ میں طلاق واقع ہو جائے گی یا بیوی زندہ رہے اور شوہر فوت ہو جائے شوہر کی زندگی کے آخری لحمہ میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور بیوی کے پہلے فوت ہونے کی صورت میں شوہر بیوی کا وارث نہیں ہوگا اور شوہر کے پہلے فوت ہونے کی صورت میں بیوی شوہر کی وارث نہیں ہوگی کیونکہ طلاق شدہ بیوی کا شوہر وارث نہیں ہوتا اور شوہر کی وفات پر مطلقہ بیوی وارث نہیں ہوتی۔

- چونکہ شوہر کی وفات سے ایک لحمہ قبل طلاق واقع ہوگی دوسرے لحمہ سے موصوفہ کی عدت شروع ہو جائے گی لہٰذا موصوفہ پر طلاق کی عدت لازم ہوگی کیونکہ شوہر کی وفات سے پہلے ایک لحمہ طلاق واقع ہو گئی تھی لہٰذا وفات کی عدت لازم نہیں ہوگی۔
- اگر بالفرض شوہر نے بیوی کو وراثت سے محروم کرنے کیلئے معلق طلاق دی تھی تو زوجۃ الفار کی طرح زید کی بیوی زید کی وفات کی صورت میں زید کی جائیداد میں وارث ہوگی۔
- مسئولہ مذکورہ صورت میں اگر زید کہتا ہے میری مراد اللہ تعالیٰ سے معافی نہ مانگنے کی صورت میں طلاق کو معلق کرنا تھا تو اب زید کے ساتھ بر کا تعلق نہیں رہا اور زید کی وفات سے موصوفہ کو طلاق نہیں ہوگی لیکن زید کی وفات سے نکاح ختم ہو جائے گا اور زید کے فوت ہونے کی وجہ سے تعلیق باطل ہو جائیگی، اب موصوفہ پر وفات کی عدت لازم ہوگی اور موصوفہ شوہر کی وارث بھی ہوگی۔ اور اس صورت میں طلاق صرف بیوی کی وفات کی وجہ سے ہوگی۔
- مسئولہ صورت میں اگر بیوی تعلیق کے بعد زید کے حقوق ادا نہیں کر رہی تو وہ ناشرہ ہے

بیوی کے اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ (ناشزۃ) زوجیت کے حقوق ادا نہ کرنے والی بیوی کے اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہوتے۔

● قارئین پر واضح ہو کہ صورت مسئولہ میں تعلیق غیر موقت ہے اس لئے ہم نے تعلیق غیر موقت کا حکم بیان کیا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

"وَلَوْ قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ لَّمْ اُطَلِّقْکِ لَمْ تُطَلَّقْ حَتّٰی یَمُوْتَ لِاَنَ الْعَدَمُ لَا یَتَحَقَّقُ اِلَّا بِالْیَاسِ عَنِ الْحَیَاۃِ وَھُوَ الشَّرْطُ کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ اِنْ لَّمْ اٰتِ الْبَصْرَۃَ وَمَوْتُھَا بِمَنْزِلَۃِ مَوْتِہٖ ھُوَ الصَّحِیْحُ"

(ہدایہ مع الفتح، ص ۲۹ دار الکتب العلمیہ، بیروت، باب اضافۃ الطلاق)

اگر شوہر کہے تجھے طلاق ہے اگر میں تجھے طلاق نہ دوں تو طلاق واقع نہیں ہوگی حتیٰ کہ شوہر فوت ہو جائے اس لئے کہ عدم طلاق کا تحقق نہیں ہوگا مگر حیات سے مایوس ہونے کے وقت اور وہی عدم طلاق ہی شرط ہے جس طرح شوہر کے قول اگر میں بصرہ نہ آؤں کے قول میں ہے اور بیوی کی موت بھی شوہر کی موت کے حکم میں ہے اور یہی صحیح ہے، یعنی ہدایہ میں ذکر کردہ مفروضہ صورت میں شوہر اور بیوی کی موت کا ایک ہی حکم ہے

فتح القدیر میں ہے:

(قَوْلُہٗ وَلَوْ قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ لَّمْ اُطَلِّقْکِ لَمْ تُطَلَّقْ حَتّٰی یَمُوْتُ) بِاتِّفَاقِ الْفُقَھَاءِ لِاَنَّ الشَّرْطَ اَنْ لَّا یُطَلِّقُھَا وَذَالِکَ لَا یَتَحَقَّقُ اَلَّا بِالْیَاسِ عَنِ الْحَیَاۃِ لِاَنَّہٗ مَتٰی طَلَّقَھَا فِیْ عُمْرِہٖ لَمْ یَصْدُقْ اَنَّہٗ لَمْ یُطَلِّقْھَا بَلْ صَدَقَ نَقِیْضُہٗ وَھُوَ اَنَّہٗ طَلَّقَھَا وَالْیَاسُ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ جُزْءٍ مِنْ اَجْزَاءِ حَیَاتِہٖ وَلَمْ یُقَدِّرْہُ الْمُتَقَدِّمُوْنَ بَلْ قَالُوْا تُطَلَّقُ قُبَیْلَ مَوْتِہٖ فَاِنْ کَانَتْ مَدْخُوْلَۃً بِھَا وَرِثَتْہٗ بِحُکْمِ الْفِرَارِ وَاِلَّا لَا تَرِثُہٗ (فتح القدیر باب اضافۃ الطلاق)

ترجمہ: صاحب ہدایہ کا قول کہ تجھے طلاق ہے اگر تجھے طلاق نہ دوں سے طلاق نہیں ہوگی حتیٰ کہ شوہر فوت ہو جائے اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کیونکہ شرط لَا یُطَلِّقُھَا ہے اور یہ شرط

متحقق نہیں ہوگی مگر حیات سے مایوس ہونے کے وقت کیونکہ اپنی زندگی میں جب بھی شوہر بیوی کو طلاق دیگا اس پر یہ صادق نہیں آئیگا کہ اس نے طلاق نہیں دی بلکہ **لا یطلق** کی نقیض **طلقها** صادق آئے گی اور حیات سے مایوسی شوہر کی حیات کے اجزاء سے آخری جزء میں ہوگی۔ اور آخری جزء کے مقدار میں متقدمین علماء کا کوئی فارمولا نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ شوہر کی موت سے تھوڑا سا پہلے طلاق واقع ہو جائیگی پھر اگر وہ عورت مدخولہ ہے اور اس معلق طلاق سے شوہر کا ارادہ بیوی کو وراثت سے محروم کرنیکا ہے (تو بیوی باوجود طلاق یافتہ ہونے کے) شوہر کی وارث ہوگی اور اگر شوہر کا یہ ارادہ نہیں تھا تو بیوی وارث نہیں ہوگی۔ (فتح القدیر)

صورتِ مسئولہ مبحوث عنھا میں بالفرض اگر زید کی مراد اللہ تعالیٰ سے معافی نہ مانگنے پر طلاق کو معلق کرنا ہے تو صرف بیوی کے فوت ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہوگی جیسے پہلے ہم لکھ چکے ہیں اگر شوہر پہلے فوت ہو جائے تو معلق طلاق تو واقع نہیں ہوگی لیکن شوہر کے فوت ہونے کی وجہ سے نکاح ختم ہو جائے گا اور تعلیق باطل ہو جائے گی۔ اور بیوی اپنے شوہر کی وارث بھی ہوگی اور بیوی پر وفات کی عدت واجب ہوگی، ہدایہ اور فتح القدیر میں جس صورت میں بحث ہے وہ شوہر کا قول انت طالق ان لم اطلقها ہے اور اس قول میں بر کا تعلق دونوں میاں بیوی کے ساتھ ہے اس لئے مفتی بہ قول پر اس صورت میں زوجین کی موت کا ایک ہی حکم ہے اور اگر صورت مسئولہ میں زید کی مراد زید سے معافی نہ مانگنے پر طلاق کو معلق کرنا ہو اور یہی ظاہر ہے تو یہاں بھی زوجین کی موت کا ایک ہی حکم ہوگا کیونکہ اس وقت بر کا محل شوہر اور بیوی دونوں ہوں گے۔

فتح القدیر میں ہے:

"(قَوْلُه' كَمَا فِيْ اِنْ لَّمْ اٰتِ الْبَصْرَةَ) اِعْطَاءُ نَظِيْرٍ وَالْمُرَادُ اَنَّ كُلَّ شَرْطٍ بِاِنْ مَنْفِيٍّ حُكْمُه' كَذَالِكَ وَهُوَ اَنْ لَّا يَقَعَ الطَّلَاقُ اَوِ الْعِتَاقُ اِذَا عَلَّقَ بِهٖ اِلَّا بِالْمَوْتِ لِمَا ذَكَرْنَا وَ زَادَ قَيْدًا حَسَنًا فِي الْمُبْتَغٰى بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ قَالَ اِذَا قَالَ لِاِمْرَءَتِهٖ اِنْ لَّمْ تُخْبِرِيْنِيْ بِكَذَا فَاَنْتِ طَالِقٌ ثَلٰثًا فَهُوَ عَلَى الْاَبَدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ ثَمَّ مَا يَدُلُّ عَلَى الْفَوْرِ اِنْتَهٰى وَمِنْ ثُمَّ قَالُوْا لَوْ اَرَادَ اَنْ يُّجَامِعَ اِمْرَءَتَه' فَلَمْ تُطَاوِعْه' فَقَالَ اِنْ لَّمْ تَدْخُلِي الْبَيْتَ مَعِيْ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَدَخَلَتْ بَعْدَ مَا

☆جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہوا سے ترجیح حاصل ہوگی☆

سَكَنَتْ شَهْوَتُه، طُلِّقَتْ لِاَنَّ مَقْصُوْدَه، مِنَ الدُّخُوْلِ كَانَ قَضَاءَ الشَّهْوَةِ وَقَدْ فَاتَ...... (فتح القدیر)

صاحب ہدایہ کا قول کمافی ان لم ات البصرۃ۔ یہ مذکور مسئلہ کی نظیر ذکر کرنا ہے اور ان کی مراد یہ ہے کہ ہر منفی شرط جس کو کلمہ ان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو اس کا حکم یہی ہوگا اور وہ حکم یہ ہے کہ طلاق یا عتاق کو جب منفی شرط پر کلمہ ان کے ساتھ معلق کیا جائے تو طلاق یا عتاق واقع نہیں ہوں گے، مگر موت کے وقت اس وجہ سے جس کا ہم نے ذکر کیا یعنی (یأس کی وجہ سے) اور مبتغی میں مصنف نے اسی صورت میں ایک اچھی قید کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے جب شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے اگر تو نے مجھے فلاں امر کی خبر نہ دی تو تجھے تین طلاق تو خبر نہ دینے سے مراد ابد اور ہمیشگی ہوگی جب وہاں فوری وقت اور حاضر ساعت پر کوئی قرینہ دلالت کرنے والا موجود نہ ہو اور اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں اگر شوہر نے بیوی کے ساتھ مجامعت کا ارادہ کیا اور بیوی نے اس کی موافقت نہیں کی یعنی کہنا نہیں مانا تو شوہر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ کمرہ میں داخل نہیں ہوئی تو تجھے طلاق ہے لیکن بیوی کمرہ میں اس وقت داخل ہوئی جب شوہر کی شہوت ساکن اور ٹھنڈی ہوگئی تھی تو بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ شوہر کا دخول پر طلاق معلق کرنے سے مقصودہ وہ دخول تھا جو فوری ہوتا تا کہ قضاءِ شہوت ہو سکے اور قضاءِ شہوت کیلئے فوری دخول شوہر کی شہوت ختم ہونے کی وجہ سے فوت ہو چکا تھا اسلئے طلاق واقع ہو جائے گی (یعنی یہاں حال قرینہ ہے کہ یہاں فوری دخول مراد ہے)۔

فتح القدیر کی مذکورہ عبارت ذکر کرنے سے اولاً مقصود یہ ہے کہ ہم نے صورتِ مسئولہ میں طلاق معلق کی جو تین مثالیں ذکر کی تھیں وہ کتب فقہ میں موجود ہیں ثانیاً طلاق معلق میں کبھی شوہر کی مراد حاضر وقت اور فوری وقت بھی ہوتا ہے اگر چہ حاضر وقت کا ذکر نہیں ہوتا۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اگر طلاق معلق یا غیر معلق میں وقت کا ذکر نہ ہو لیکن کوئی لفظی یا معنوی قرینہ فوری اور حاضر وقت کا موجود ہو تو طلاق میں فوری وقت اور حاضر وقت کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ کل دائی اور ابدی وقت مراد ہوگا۔ اگر طلاق معلق میں شرط سے متکلم کی مراد فوری عمل کرنا ہو تو فوراً طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ موت کے وقت واقع ہوگی۔

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبتغی سے ایک ایسا جزئیہ نقل کیا جس میں طلاق معلق کی شرط سے مراد فوراً دخول ہے، مثلاً شوہر شہوت کی حالت میں بیوی کو اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے اپنے کمرے میں بلاتا ہے لیکن بیوی شوہر کے کمرہ میں آنے سے انکار کر دیتی ہے پھر شوہر کہتا ہے اگر تو میرے ساتھ کمرے میں داخل نہ ہوئی تو تجھے طلاق ہے بیوی پھر بھی داخل نہیں ہوتی تھوڑی دیر کے بعد داخل ہوتی ہے لیکن اس وقت شوہر کی شہوت اور طلب ختم ہو چکی ہوتی ہے تو موصوفہ کو طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ یہاں دخول سے مراد موت تک دخول مراد نہیں بلکہ دخول سے مراد شہوت کے وقت کا دخول مراد ہے، اگرچہ فوری وقت کا ذکر نہیں لیکن شوہر کی مراد ہے اس لئے طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہاں معنوی قرینہ فوراً دخول کے مراد ہونے پر دلالت کر رہا ہے اور لفظی قرائن کی مثالیں بحر الرائق باب اضافہ الطلاق کے آخر میں مذکور ہیں، خواہش ہو تو ملاحظہ فرمالیں۔

زید کی طرف سے صورتِ مسئولہ میں جس میں ہماری بحث جاری ہے یہاں یمین فور کا کوئی امکان نہیں ہے حال اور مقال سے کوئی قرینہ اور دلیل ایسی نہیں جس کی دلالت ہو کہ شوہر کی مراد فوراً طلاق کا واقع کرنا ہے کیونکہ میاں بیوی کے درمیان مسافت کے باوجود ایک عرصہ سے تعلقات اور باہمی گفتگو متروک ہو چکی تھی شوہر نے بغیر غصہ کے اور ٹھنڈے دل و دماغ سے کافی غور وخوض کے بعد بیوی کو معلق طلاق کا خط سسرال روانہ کیا اس لئے یہاں دائمی وقت مراد ہوگا اور بیوی یا شوہر کی وفات سے ہی شرط کا وجود معتبر ہوگا اور فوت ہونے سے پہلے زندگی کے آخری لمحہ میں موصوفہ کو طلاق واقع ہو جائے گی۔

الحاصل زید کی بیوی سابقہ اور موجودہ غلطیوں کا اعتراف اور معافی طلب کرے یا انکار کرے دونوں حالتوں میں فوراً طلاق واقع نہیں ہوگی، اگر اعتراف کرلے اور معافی مانگ لے تو تعلیق ختم ہو جائے گی کبھی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر اعتراف نہ کرے انکار کرتی رہے اور معافی نہ مانگے تو وفات کے وقت طلاق واقع ہو جائے گی البتہ شوہر کو اختیار ہے وہ طلاق غیر معلق سے جب چاہے بیوی کے فوت ہونے سے پہلے بیوی کو آزاد کر سکتا ہے۔

- تحریر کئے گئے سوالات کے جوابات بالترتیب حسب ذیل ہیں:

۱۔ فوراً طلاق نہیں ہوگی۔

۲۔ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

☆ الاصل بقاء ما کان علی ما کان۔ بنیادی طور پر جو چیز جس حالت پر ہو اسی پر باقی رہتی ہے ☆

۳۔ زندگی کے آخری لمحہ میں طلاق واقع ہوگی تو طلاق بائن واقع ہوگی۔

۴۔ نکاح قائم ہے، صلح کرلیں اور ایک دوسرے کو برداشت کریں۔

نوٹ: میں نے صورتِ مسئولہ کی قدرے تفصیل اس لئے بیان کردی تاکہ فریقین کو اچھی طرح مسئلہ کا علم ہو جائے اور فریقین کے اوہام اور شکوک اچھی طرح زائل ہو جائیں اگر صلح کرنا چاہیں تو صلح ہوسکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

خاک پائے اہل ایمان

محمد رفیق حسنی

دارالافتاء جامعہ مدینۃ العلوم

گلستانِ جوہر، بلاک ۱۵، کراچی

سندھی زبان میں

دینی معلومات، جدید موضوعات پر مضامین، سوانح بزرگانِ دین و دیگر سلسلے

ماہنامہ صراط میں پڑھئے

پروفیسر ڈاکٹر غلام عباس قادری صاحب کے زیر سرپرستی

سندھی زبان میں شائع ہونے والا اپنی نوعیت کا منفرد ماہنامہ

علاوہ ازیں

اردو میں سہ ماہی صراط

شائع کردہ: **ادارہ علوم اسلامی**

A - 68 شانتی نگر گلشن اقبال بلاک 19 کراچی 75300

فون 4802230 - 4802231

☆ تخصيص العام بالنية مقبولة ديانة لا قضاء ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلاق معلق کے بعض اہم مسائل

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین

مسئلہ: تعلیق موقت جس میں حانث ہونے کی شرط عدمی ہواس میں اگر مذکورہ وقت گزرنے تک برّ کا عمل موانع نہ ہونے اور اختیار کے ہوتے نہ کیا جائے تو حالف حانث ہو جاتا ہے۔ جس طرح کسی شخص نے بیوی سے کہا اگر میں آج تجھے نہ ماروں تو تجھے طلاق ہے۔ جب غروب آفتاب ہوگا طلاق واقع ہو جائیگی۔

مسئلہ: تعلیق موقت جس میں حانث ہونے کی شرط عدمی ہو مذکورہ وقت گزرنے تک اگر موانع اور اکراہ کی وجہ سے بلااختیار برّ کا عمل نہ کیا جا سکے اور وقت گزر جائے تو بھی حالف حانث ہو جاتا ہے۔ مثلاً حالف کو رسیوں سے باندھ دیا گیا ہو یا کسی کمرہ میں بند کر دیا گیا ہو اور تالا لگا دیا گیا ہو جس کی وجہ سے موصوف بیوی کو نہیں مار سکا تو غروب آفتاب کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی۔ اکراہ اور جبر سے حانث ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

مسئلہ: تعلیق موقت جس میں حانث ہونے کی شرط عدمی ہو اور بر کی شرط اور فعل کے محال ہونے کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے اور وقت گزر جائے تو وقت گزرتے ہی حالف حانث ہو جائے گا مثلاً حالف نے کہا اگر آج میں نے آسمان کو نہ چھوا تو میری بیوی کو طلاق ہو گی اس صورت میں

- غروب آفتاب کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی
- اور اگر تعلیق میں شرط عدمی سے اور برّ کا عمل محال ہے اور وقت کا ذکر نہیں ہے تو کلام سے فارغ ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ مثلاً کسی شخص نے کہا اگر میں آسمان کو نہ چھوؤں تو میری بیوی کو طلاق ہے تو فوراً طلاق واقع ہو جائے گی۔

مسئلہ: تعلیق موقت جس میں حانث ہونے کی شرط عدمی ہو اور ذکر شدہ وقت سے پہلے بر کا محل فوت ہو جائے تو یمین باطل ہو جائے گی اور حالف حانث نہیں ہوگا اور طلاق واقع نہیں ہوگی مثلاً مذکورہ صورت میں غروب آفتاب سے پہلے حالف فوت ہو جائے یا مضروب

☆عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاءً☆

ہونے والی عورت فوت ہو جائے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

مسئلہ: تعلیق غیر موقت اور مطلق ہو جس میں حانث ہونے کی شرط عدمی ہو اور بر کا عمل اختیار کے ساتھ یا بغیر اختیار کے نہ ہو سکے حالف محل کے فوت ہونے کے وقت سے ایک لحہ پہلے حانث ہو جائے گا مثلاً شوہر نے بیوی سے کہا اگر میں تجھے نہ ماروں تو تجھے طلاق ہوگی پھر زندگی بھر بیوی کو نہیں مارا خواہ موانع کی وجہ سے مثلاً بیوی بیرون ملک چلی گئی یا بغیر موانع کے نہیں مارا تو زندگی کے آخری لحہ سے پہلے لحات تک حانث نہیں ہوگا لیکن زندگی کے آخری لحہ میں طلاق واقع ہو جائے گی اور حالف حانث ہو جائے گا۔

مسئلہ: تعلیق موقت ہو یا غیر موقت ہو اور حانث ہونے کی شرط عدمی ہو اگر حلف کے وقت بر ممکن نہیں تھی تو یمین منعقد نہیں ہوگی بلکہ باطل ہوگی اور حالف حانث نہیں ہوگا۔ جیسا کہ کوزہ کے مسئلہ میں تفصیل ذکر کی جائے گی۔

مسئلہ: اگر تعلیق میں حانث ہونے کی شرط وجودی ہے اور وجودی امر ممتد اور زمانی ہے تو ایسی تعلیق تنجیز کے حکم میں ہوگی، فوراً کلام سے فارغ ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر حانث ہونے کی شرط وجودی ہے اور شرط محال ہے تو حالف حانث نہیں ہوگا جیسے کسی نے کہا اگر میں نے آسمان کو چھوا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی موصوف کی بیوی کو کبھی طلاق نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر حانث ہونے کی شرط وجودی ہے اور موانع کی وجہ سے بر سے حالف عاجز ہے تو حالف حانث نہیں ہوگا۔ لہٰذا وجودی شرط میں جبر اور اکراہ سے حانث کرانے سے حالف حانث نہیں ہوگا اور عدمی شرط میں جبر اور اکراہ سے حانث کرانے میں حالف حانث ہو جائے گا۔ دونوں میں فرق آنے والی توضیح میں ملاحظہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا مسائل کے سمجھنے کے لئے ہم نے درج ذیل تفصیل کتب کے مطالعہ کے بعد اپنی تشفی اور اطمینان کے لئے تحریر کی تھی پھر خیال کیا کہ علماء کے استفادہ کے لئے اسے شائع کر دیا جائے تاکہ اگر کہیں خطاء یا سہو ہوا ہے تو علماء رہنمائی فرمائیں۔

خاک پائے اہل ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ

☆الایمان مبنیة علی الالفاظ لا علی الاغراض ☆ قسم کا دارومدار الفاظ پر ہوتا ہے اغراض پر نہیں

توضیح:

شرع شریف میں تعلیق یمین کی ایک قسم ہے کیونکہ یمین کی دو قسمیں ہیں یمین باللہ اور یمین بالتعلیق یمین کا لغوی معنی قوۃ ہے اور شرعی معنی یہ ہے کہ یمین ایسا عقد ہے جس کے ساتھ حالف کسی چیز کے فعل یا ترک پر اپنا عزم قوی اور مضبوط کرتا ہے۔ چونکہ تعلیق میں یہ معنی موجود ہے اس لئے تعلیق بھی یمین ہے مثلاً حالف کہتا ہے (ان لم ادخل الدار فزوجتی طالق) اگر میں دار میں داخل نہ ہوا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی اس میں حالف دخول دار کے فعل پر عزم اور ارادہ کو تعلیق سے قوی کر رہا ہے کہ میں ضرور دار میں داخل ہوں گا اور اگر حالف اس طرح کہے (ان دخلت الدار فامرء تی طالق) اگر میں دار میں داخل ہوا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی اس میں حالف ترک دخول کے عزم کو تعلیق سے قوی کر رہا ہے۔ (شامی)

- معلوم ہوا تعلیق طلاق کی ہو یا عتاق کی شرع شریف میں اس کو یمین کہا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھاتا ہے اور کہتا ہے اللہ کی قسم میں قسم نہیں اُٹھاؤں گا پھر طلاق معلق کا قول کر لیتا ہے تو حانث ہو جائے گا۔ معلوم ہوا تعلیق بھی قسم کا ایک نوع ہے۔
- تعلیق کی توضیح اور تعریف آنے والے صفحات پر ذکر کی جائے گی۔ تعلیق کے لئے یمین ہونے کی جہت سے حالف کا عاقل ہونا اور بر کا ممکن ہونا شرط ہے لیکن تعلیق کی حیثیت سے تعلیق کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے کافر کی تعلیق بھی صحیح ہوتی ہے۔ (شامی)
- مذکورہ شرائط کے علاوہ تعلیق کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرط اور معلق علیہ ایسا امر ہو جو تعلیق کے وقت معدوم ہو لیکن اس کا وجود ممکن ہو تعلیق سے پہلے موجود بھی نہ ہو اور محال بھی نہ ہو.........

اگر شرط تعلیق سے پہلے موجود ہے اور شرط اصلی اور امر ممتد ہے فوراً منقطع ہونے والا نہیں تو تعلیق تنجیز ہوگی اور طلاق یا عتاق معلق فوراً اسی وقت اور حال میں واقع ہو جائیں گے۔ کیونکہ شرط حمل اور برانگیختہ یا منع اور روکنے کے لئے ہوتی ہے اور یہاں دونوں متصور نہیں ہو سکتے اس لئے فوراً طلاق واقع ہو جائے گی۔

مثال کوئی شخص کہتا ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہے تو تجھے طلاق ہے چونکہ آسمان اوپر

☆الاصل برآۃ الذمہ ☆ بنیادی طور پر ذمہ سے بری ہونا مقصود ہے

موجود ہے اس لئے فوراً طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر شرط اصلی اور امر ممتد ہے اور غیر منقطع امر ہے جیسے کہ ابصار اور استماع اور صحت کو شرط بنا دیا جائے تو بھی تعلیق تنجیز کے حکم میں ہوگی۔ مثلاً کہا جائے اگر تو دیکھنے والی یا سننے والی یا صحت والی ہے تو تجھے طلاق ہے اور بیوی بصیرہ یا سمیعہ یا صحیحہ ہے تو اسی وقت طلاق واقع ہو جائے گی، بخلاف حیض اور مرض کے کیونکہ یہ امور عارض ہوتے ہیں اصلی نہیں ہیں منقطع ہونے والے ہیں اگر کہا جائے اگر تو حیض والی یا مرض والی ہے تو تجھے طلاق ہے اور بیوی حیض یا مرض والی تھی تو فوراً طلاق نہیں ہوگی بلکہ آنے والا حیض اور مرض مراد ہوں گے اور اس وقت طلاق واقع ہوگی مگر یہ کہ حالف کی نیت موجودہ حیض اور مرض ہو۔ (شامی)

اور اگر شرط ایسا امر ہے جو کہ عادۃً محال ہے تو یمین لغو اور باطل ہوگی یعنی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ شرط محال ہے اور واقع نہ ہونے والی ہے لہٰذا اس پر معلق طلاق بھی واقع نہیں ہوگی بلکہ یمین منعقد بھی نہیں ہوگی، کیونکہ بر کا امکان یمین کے انعقاد کے لئے شرط ہے۔ اور یہاں بر کا امکان نہیں ہے (تفصیل عنقریب ذکر کی جائے گا)۔

مثلاً کہا جائے اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہوا تو تجھے طلاق ہوگی یہ تعلیق لغو ہے۔ کیونکہ اس کا اور اس جیسی تعلیقات کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

فائدہ: جب سم الخیاط کے مسئلہ میں محال عادی شرط ہونے کی بناء پر یمین لغو ہے تو یمین معلق میں اگر محال عقلی شرط بنایا گیا ہو تو یمین کا لغو ہونا بطریق اولیٰ ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص کہے اگر دو نقیضوں کا اجتماع یا ارتفاع ہوا تو تجھے طلاق ہے یا اسطرح کہے اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہے تو تجھے طلاق ہے یہ یمین لغو اور باطل ہوگی۔

- تعلیق کی صحت کیلئے شرائط سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرط اور جزاء میں اتصال ہو اور درمیان میں فاصلہ نہ ہو۔ مثلاً اگر تو نے گالی دی تو تجھے طلاق ہوگی۔
- اور تعلیق کے شرائط سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرط سے مقصود مجازاۃ مراد نہ ہو مثلاً بیوی نے شوہر سے کہا اے بے وقوف شوہر نے کہا اگر میں ایسا ہوں جیسا آپ نے کہا تو تجھے طلاق ہے تو اسی وقت طلاق واقع ہو جائیگی خواہ نفس الامر میں وہ بے وقوف ہو یا نہ مگر شوہر اگر تعلیق کی نیت کرے تو معتبر ہوگی۔
- اور تعلیق کے شرائط سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرط کا ذکر کیا گیا ہو اگر صرف حرف شرط کا

☆من استعجل الشئی قبل اوانہ عوقب محرمانہ☆

جزاء کے ساتھ ذکر ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی مثلاً شوہر کہے اگر تجھے طلاق ہے۔ مفتی بہ یہی قول ہے کہ طلاق نہیں ہوگی۔

● اور تعلیق کے لزوم کی شرائط سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ تعلیق اپنے ملک میں ہو ملک حقیقتاً ہو یا حکماً اپنے عبد مملوک میں ملک حقیقی ہوتا ہے اور اپنی منکوحہ میں ملک حکمی ہوتا ہے اور طلاق شدہ معتدۃ میں عدت تک حکمی ملک حکماً ہوتا ہے۔ (شامی)

یا پھر تعلیق میں ملک حقیقی کی طرف اضافہ ہو جیسے اجنبیہ عورت کو کہا جائے اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تجھے طلاق ہوگی جب بھی اسکے ساتھ وہ شخص نکاح کرے گا طلاق واقع ہو جائے گی۔

اور اگر اجنبیہ سے کہا جائے تو نے اگر فلاں سے ملاقات کی تو تجھے طلاق ہوگی یہ تعلیق لغو ہوگی۔ یہاں تعلیق نہ ملک میں ہے اور نہ تعلیق ملک کی طرف مضاف ہے۔

● تعلیق کے شرائط سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ شرط انشاء اللہ تعالیٰ کا لفظ نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص کہے انشاء اللہ تعالیٰ انت طالق تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

چند اصلاحی فائدے

● تعلیق میں شرط اور جزاء کا ذکر ہوتا ہے اور جزاء کو شرط پر معلق کیا جاتا ہے چنانچہ فقہاء کرام نے جو تعلیق کی تعریف کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے دوسرے جملہ کے مضمون کے حصول اور وجود کا پہلے جملہ کے مضمون کے حصول اور وجود کے ساتھ ربط ہونا تعلیق کہلاتا ہے۔ (شامی) دوسرے جملہ سے مراد جزاء ہے اور پہلے جملہ سے مراد شرط ہے یعنی جزاء کا حصول اور وقوع شرط کے حصول اور وقوع پر موقوف ہوتا ہے۔

● ہماری بحث چونکہ طلاق کے مسائل میں ہے اس لئے مسائل کی جزاء میں طلاق کا ذکر ہوگا جس کو شرط پر معلق کیا گیا ہوگا مثلاً کوئی شخص کہے اگر میری بیوی نے فلاں کام کیا تو اس کو طلاق ہوگی۔

● طلاق کے مسائل میں طلاق کے لئے شرط کبھی عدمی ہوتی ہے اور کبھی وجودی۔ اگر شرط عدمیؒ ہو تو عدمی کی وقوع اور تحقق سے طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر وجودی شرط ہو تو وجودی کے وقوع سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ کہا جاتا ہے جب شرط پائی جائے گی مشروط پایا جائے گا۔ فقہاء کرام کی

☆ جس نے قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی اسے اس سے محرومی کی سزا دی جائے گی ☆

اصطلاح میں کہا جائے گا حالف حانث ہوگیا کیونکہ یمین بالتعلیق میں حانث ہونے کی صورت میں کفارۃ نہیں ہوتا بلکہ جزاء کا واقع ہونا ہوتا ہے۔ بخلاف یمین باسماء اللہ تعالیٰ کے کہ اس میں حانث ہونے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

● کیونکہ یمین سے مقصود یمین سے بر اور بری ہونا ہوتا ہے اور بر اور حنث باہمی ایک دوسرے کی ضد ہیں لہٰذا بری ہونے کی شرط حانث ہونے کی شرط کی بھی ضد ہوگی اور بر کی شرط سے کبھی کبھی حالف عاجز ہوتا ہے یا تو حلف کے وقت ہی عاجز ہوتا ہے یا بعد میں عاجز ہو جاتا ہے۔ عاجز ہونے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ عجز حقیقی دائمی ہو اس طرح کہ شرط البر ایسا امر ہو جو محال عقلی ہو یا ایسا محال عادی ہو جس کو فقہاء محال عقلی کہیں اگرچہ منطقی محال عقلی نہ کہیں کیونکہ فقہاء کرام اس امر کو بھی محال عقلی کہہ دیتے ہیں جس امر سے انسان کا عاجز ہونا حقیقی ہوتا ہے اگرچہ نفس الامر میں وہ محال عقلی نہیں ہوتا جس طرح اونٹ کا سوئی کے سوراخ میں داخل ہونا یا کوزہ میں پانی نہ ہو لیکن حالف حلف اُٹھائے کہ آج میں اس کوزے اور لوٹے میں موجود پانی پیؤں گا۔ حالانکہ اس کوزے میں پانی موجود ہی نہیں ہے ایسا محال عادی فقہاء کے نزدیک محال عقلی کی طرح ہوتا ہے اسی طرح ہر وہ یمین جو مسلۃ الکوز کی طرح ہو اور جس میں بر کا محل موجود نہ ہو وہ محال فقہاء کے نزدیک محال عقلی کی طرح ہوگا کیونکہ اس میں بری ہونے سے عجز حقیقی واقع ہو جاتا ہے۔ عجز کی دوسری صورت یہ ہے کہ بر کی شرط کے وقوع سے عارضی طور پر موانع موجود ہوں اس میں عجز دائمی نہیں ہوتا، موانع کے ارتفاع سے عجز ختم ہو جاتا ہے۔ بر کے محل سے مراد وہ ذات یا عمل ہے جس کی وجہ سے بر کا عمل ہوسکتا ہے اور بر واقع ہو سکتی ہے۔ اسی لئے حالف اور محلوف علیہ کو محل کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے وجود سے بر کا امکان ہوسکتا ہے چنانچہ کوزے کے مسئلہ میں بر کا محل حالف اور پانی ہوگا۔ مثلاً شوہر کہتا ہے اگر میں نے اس کوزے میں موجود پانی نہ پیا تو میری بیوی کو طلاق ہے اس مثال میں حالف اور کوزہ میں موجود پانی محل کہلائیں گے اگر ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے یعنی حالف فوت ہو جائے یا کوزے میں پانی نہ رہے تو محل فوت ہو جائے گا۔

● اگر شوہر کہتا ہے ان لم اطلقک فانت طالق (ترجمہ): اگر میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اس میں بر کا محل حالف اور اس کی بیوی ہے ان میں سے جو بھی فوت ہوگا طلاق واقع ہو جائے گی۔

☆ الولایۃ الخاصۃ اقوی من الولایۃ العامہ ☆ ولایتِ خاصہ ولایتِ عامہ کی نسبت قوی ہوتی ہے

اور طلاق کے وقوع کا وقت موت سے پہلے حیات کا آخری لمحہ ہوگا اگر شوہر فوت ہوگیا اور بیوی زندہ ہے اور شوہر کا مقصد اس طلاق معلق سے بیوی کو وراثت سے محروم کرنا تھا مطلقہ وارث ہوگی کیونکہ شوہر کی بیوی زوجۃ الفار (فرار کرنے والا) کی بیوی ہے اور اگر شوہر کا مقصد بیوی کو وراثت سے محروم کرنے کا نہیں تھا تو بیوی وارث نہیں ہوگی۔ اور اگر بیوی پہلے فوت ہو جائے تو شوہر بیوی کا وارث نہیں ہوگا کیونکہ موت سے پہلے بیوی طلاق شدہ ہو چکی تھی اور یہ طلاق طلاق بائن واقع ہوگی اگرچہ تعلیق میں طلاق صریح واحد کا ذکر ہے کیونکہ یہ ایسی طلاق ہے جس میں طلاق کی عدت نہیں ہے۔ مردہ عورت معتدۃ نہیں ہوتی لہٰذا بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ دونوں صورتوں میں طلاق بائن ہوگی اور بائن طلاق سے مطلقہ بیوی کا شوہر وارث نہیں ہوسکتا۔

● شوہر نے کہا اگر میں دار میں داخل نہ ہوا تو تجھے طلاق ہے اس میں بر کا محل حالف اور دار ہے حالف کی موت سے طلاق واقع ہوگی لیکن بیوی کی موت سے طلاق واقع نہیں ہوگی اگر شوہر بیوی کے فوت ہونے کے بعد دار میں داخل ہوگیا تو بری ہو جائے گا اور طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر داخل نہیں ہوا تو شوہر کے فوت ہونے پر بیوی پر طلاق اس لئے واقع نہیں ہوگی کہ وہ میت ہے اور بیوی میت طلاق کا محل نہیں ہوتی۔ (بحرالرائق، باب الاضافۃ) معلوم ہوا محل وہ امور ہوتے ہیں جن کے ساتھ یمین سے بر کا تعلق ہوتا ہے۔

● بر اور حنث کا مفہوم: اگر یمین تعلیق کی صورت میں ہو تو طلاق کا واقع ہو جانا حنث ہے اور عدم وقوع بر ہے مثلاً شوہر نے بیوی سے کہا ان دخلت الدار فانت طالق اگر تو دار میں داخل ہوئی تجھے طلاق ہوگی اگر موصوف کی بیوی دار میں داخل ہو جائے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور حالف حانث ہو جائے گا اور اگر داخل نہ ہوا تو حالف کو بار کہا جائے گا۔ دخول حنث کی شرط ہے اور عدم دخول بر کی شرط ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ یمین ہو تو بر یہ ہے کہ بر کا عمل کیا جائے تاکہ کفارہ واجب نہ ہو اور حنث یہ ہے کہ کفارہ واجب ہو جائے۔

● تعلیق کی دو قسمیں ہیں موقت جس میں کسی وقت کا ذکر ہو اور غیر موقت جس میں وقت کا ذکر نہ ہو، موقت کی مثال ان لم اضربک الیوم فانت طالق اور غیر موقت کی مثال ان لم اضربک فانت طالق ۔ موقت تعلیق میں حانث ہونا وقت کے گزرنے پر موقوف ہوتا ہے اگر موصوف نے دن گزرنے تک بیوی کو نہ مارا تو موصوف حانث ہو جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے

گی۔ اور اگر دن گزرنے سے پہلے حالف یا بیوی فوت ہو گئے یعنی بر کا محل فوت ہو گیا تو حالف حانث نہیں ہوگا کیونکہ امکان بر باقی نہ رہنے سے یمین باطل ہو گئی حالف نے یوم کے گزرنے پر حانث ہونا تھا، اس وقت وہ میت ہے تو میت حانث ہونے کے ساتھ موصوف نہیں ہو سکتا۔ اور غیر موقت تعلیق میں محل کے فوت ہونے تک حالف حانث نہیں ہوتا جب محل فوت ہوگا حالف حانث ہو جائے گا۔ حالف کی زندگی کے آخری لحہ میں طلاق واقع ہو جائے گی اور چونکہ اس مثال میں بیوی پہ ضرب واقع کرنا بر کی شرط ہے اس لئے یہاں بیوی کے فوت ہونے پر بھی موصوف حانث ہو جائے گا یہاں محل شوہر اور بیوی دونوں ہیں۔

● مذکورہ دونوں مثالوں میں حانث ہونے کی شرط عدمی ہے، موقت میں حانث ہونے کی صرف ایک صورت ہے کہ یوم کے گزرنے تک حالف بیوی کو نہ مارے، اگر دن گزرنے سے پہلے حالف بر یعنی ضرب سے عاجز ہو گیا یا عاجز بنا دیا گیا، خواہ موانع حسی کی وجہ سے یا غیر حسی کی وجہ سے تو حانث نہیں ہوگا اور طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یمین موقت میں ذکر شدہ وقت سے پہلے عجز یمین کو باطل کر دیتا ہے اور اسی طرح اگر یوم گزرنے سے پہلے خود فوت ہو گیا یا بیوی فوت ہو گئی تب بھی حانث نہیں ہوگا اور طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ موقت تعلیق میں حانث ہونا وقت کے گزرنے پر موقوف ہوتا ہے۔ اور وقت سے پہلے محل کے فوت ہونے کی صورت میں تعلیق باطل ہو جاتی ہے اور حالف حانث نہیں ہوتا اور مطلق میں محل کے فوت ہونے پر تعلیق باطل نہیں ہوتی اس لئے حالف زندگی کے آخری لحہ میں حانث ہو جاتا ہے کیونکہ مطلق میں حانث ہونا کسی وقت پر موقوف نہیں ہوتا چونکہ زندگی تک یمین مطلق میں بر کا امکان رہتا ہے اور زندگی کے آخری لحہ میں بر سے مایوس ہونا متحقق ہوتا ہے لہٰذا اسی وقت حانث ہونے کا حکم کیا جائے گا۔

● (قابل توجہ کلام) فقہاء کرام کا یہ قول اور ضابطہ (اِنَّ فَوَاتَ الْمَحَلِّ يُبْطِلُ الْيَمِيْنَ) میں یمین سے مراد یمین موقت ہے اور علامہ شامی کے قول (اِذَا كَانَ شَرْطُ الْحِنْثِ عَدَمِيًا فَاِنْ عَجَزَ عَنْ شَرْطِ الْبِرِّ بِفَوَاتِ مَحَلِّهٖ لَا يَحْنِثُ) سے مراد بھی یمین موقت ہے۔ گویا موقت عدمی اور مطلق عدمی میں ایک فرق یہ ہے کہ موقت میں ذکر شدہ وقت سے پہلے محل کے فوت ہونے سے حنث اور طلاق واقع نہیں ہوتی اور مطلق میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

● اگر حنث کی شرط عدمی ہو تو موقت اور مطلق میں ایک فرق یہ بھی ہوتا ہے کہ موقت میں

امکان بر نہ رہے تو یمین موقت باطل ہو جاتی ہے اور یمین مطلق میں امکان بر نہ رہے تو یمین باطل نہیں ہوتی بلکہ قائم رہتی ہے۔

- یمین موقت اور مطلق جس میں شرط عدمی ہو۔ مذکور فرق کہ یمین موقت میں ذکر کردہ وقت سے پہلے امکان بر نہ رہے اور مایوسی اور عجز پیدا ہو جانے سے یمین باطل ہو جاتی ہے اور حالف حانث نہیں ہوتا مثلاً وقت سے پہلے محل فوت ہو جائے تو امکان بر نہیں رہتا تو یمین باطل ہو جائے گی لیکن یمین مطلق میں محل کے فوت ہونے تک امکان بر باقی رہتا ہے اور یمین مطلق باطل نہیں ہوتی اور حالف زندگی کے آخری یاس کے لمحہ میں حانث ہو جاتا ہے اور طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ مجھے کافی عرصہ تک اس میں شرح صدر نہ ہوا اور اس کی وجہ سمجھ نہ آئی لیکن درمختار اور شامی کے مطالعہ سے الحمدللہ شرح صدر ہوا اور اس کی وجہ سمجھ آ گئی۔

خصوصاً درمختار کتاب الایمان میں اکل وشرب کی وجہ سے یمین کی فصل میں ذکر شدہ مسائل سے میری الجھن ختم ہوئی۔ درمختار میں ہے:

امکان تصور البر فی المستقبل شرط انعقاد الیمین ولو بطلاق وبقاءِ ھا اذ لا بد من تصور الاصل لِتَنْعَقِدَ فی حق الخلف وھو الکفارۃ۔

مستقبل میں بر کے تصور کا امکان یمین (اگرچہ یمین طلاق کے ساتھ ہو) کے انعقاد کے لئے شرط ہے اور اس کے بقاء کے لئے بھی شرط ہے کیونکہ اصل کا تصور اور امکان ضروری ہے تاکہ یمین خلف یعنی کفارہ کے حق میں منعقد ہو جائے۔

- ردالمحتار میں علامہ شامی نے فرمایا:

فالمراد امکان وجودہ فی المستقبل ای امکانہ عقلا وان استحال عادۃ احتراز اعما لا یمکن عقلاً ولا عادۃً کما فی المثال الأتی فھذا لا تنعقد فی الیمین ولا تبقی منعقدۃ بخلاف ما امکن وجودہ عقلا و عادۃ او عقلا فقط مع استحالتہ عادۃ کما فی مسئلۃ : صعود السماء وقلب الحجر ذھباً فانھا تنعقد کما سیأتی۔

پس مراد مستقبل میں اس کے وجود کا امکان ہے یعنی اس کا عقلاً امکان ہو اگرچہ عادۃ محال ہو احتراز کرتے ہوئے اس سے جو غیر ممکن ہو عقلا اور عادۃ جیسے کہ آنے والی

مثال میں پس یہ یمین منعقد نہیں ہوگی اور نہ باقی رہے گی بخلاف اس کے اس کا وجود عقل اور عادۃ میں ممکن ہو یا صرف عقل میں ممکن ہو باوجود عادۃً محال ہونے کے جیسے صعود السماء اور حجر کو سونا میں تبدیل کرنے میں ہے کیونکہ ایسی یمین منعقد ہو جاتی ہے جیسا کہ۔ انشاء اللہ ذکر آئے گا۔

- درمختار میں امکان بر کے ضابطہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

ثم فرع عليه ففي حلفه لا شربن ماء هذا الكوز اليوم ولا ماء فيه او كان فيه ماء فصب ولو بفعله او بنفسه في يومه قبل الليل او اطلق يمينه عن الوقت ولا ماء فيه لا يحنث سواء علم وقت الحلف فيه ماء اولا في الاصح لعدم امكان البر وان أَطْلَقَ و كان فيه ماء فصب حنث لوجوب البر في المطلقة كما فرغ وقد فات بصبه اما المؤقته ففي آخر الوقت وهذا الاصل فروعه كثيرة۔

پھر اس پر تفریع کی گئی ہے کہ حالف کے حلف اٹھانے میں کہ آج میں اس لوٹے میں موجود پانی ضرور پیوں گا حالانکہ لوٹے میں پانی نہیں ہے یا لوٹے میں پانی تھا پھر گرا دیا گیا اگرچہ اپنے فعل کے ساتھ یا خود گر گیا۔ اسی دن رات سے پہلے یا اپنی یمین کو حالف نے وقت سے مطلق رکھا یعنی وقت کے ساتھ مقید نہیں کیا اور لوٹے میں پانی نہیں ہے تو حالف حانث نہیں ہوگا خواہ حالف حلف کے وقت یہ جانتا تھا کہ لوٹے میں پانی ہے یا نہیں، اصح قول میں دونوں کا حکم برابر ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں بر ممکن نہیں اور اگر یمین کو وقت سے مطلق رکھا اور لوٹے میں پانی تھا پھر اُسے گرا دیا گیا تو حالف حانث ہو جائے گا کیونکہ یمین کے الفاظ سے فارغ ہوتے ہی بر واجب تھی اور بے شک پانی کے گرا دینے سے وہ فوت ہو گئی اور لیکن یمین مؤقتہ پس یمین موقتہ میں بر آخر وقت میں واجب ہے (فوراً واجب نہیں) اور یہ اصل ہے جس کی فروع بے شمار ہیں۔

- منقولہ عبارت سے معلوم ہوا مطلق یمین میں حالف کے فارغ ہوتے ہی بر واجب ہو جاتی ہے لیکن موقت یمین میں بر وقت کے آخر میں واجب ہوتی ہے اس لئے دونوں میں فرق ہے۔

☆ درء المفاسد اولی من جلب المصالح ☆

● سوال یہ ہوتا ہے آخر یہ فرق کیوں ہوتا ہے اس سوال کی تفصیل فتح القدیر میں ہے کہ یہاں کوئی شخص سوال کر سکتا ہے مطلق یمین میں بر کا حال میں واجب ہونے کا مفہوم اگر یہ ہے کہ زمانہ حال بر کے لئے متعین ہے حتیٰ کہ دوسرے زمانہ میں حانث نہیں ہوگا پس اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا نہیں ہے اور اگر یہ مفہوم ہے کہ وجوب کا وقت موسع موت تک ہے اور حیات کی آخری جزء میں حالف حانث ہوگا پھر تو موقت بھی اسی طرح ہے کیونکہ موقت میں بھی ذکر شدہ وقت کے آخری جزء میں ہی حالف حانث ہوتا ہے پس موقت میں آخری جزء مطلق میں حیاۃ کی آخری جزء کی طرح ہے پس کس وجہ سے موقتہ میں وقت کے آخری جزء میں یمین باطل ہو جاتی ہے اور مطلقہ میں حیاۃ کے آخری جزء میں یمین باطل نہیں ہوتی؟ اھ (شامی، ص ۵۹۰)

اس سوال کا ایک جواب نہر الفائق والے نے دیا تھا علامہ شامی اس سے مطمئن نہیں تھے خود اس کا جواب دیتے ہیں، فرماتے ہیں مجھے اس کا یہ جواب ظاہر ہوا کہ موقتہ مقیدۃ یمین میں جب یمین کی انتہاء معلوم ہے (کہ فلاں وقت ہے) لہٰذا فعل اور بر کے لئے یمین کا آخری وقت متعین ہوگا جب محل فوت ہوا تو بر کے وجوب سے پہلے فوت ہو گیا یمین باطل ہو گئی لہٰذا بر کے وجوب کے لئے متعین کے وقت میں امکان بر نہ رہنے کی وجہ سے حالف حانث نہیں ہوگا۔

لیکن مطلق یمین میں اس کی غایت اور انتہاء حیاۃ سے آخری جزء ہے اور اس وقت میں نہ بر ممکن ہے اور نہ بر کا خلف کفارہ دینا ممکن ہے لہٰذا بر کو آخری جزء تک مؤخر کرنا حالف کو ضرر پہنچانا ہے کیونکہ جب حالف آخری جزء میں حانث ہوگا اس کے لئے نہ کفارہ ادا کرنا ممکن ہے اور نہ وہ وصیت کر سکتا ہے، تو وہ گنہگار رہے گا لہٰذا وجوب کے لئے آخری جزء سے پہلے کا کوئی وقت مقرر کرنا پڑے گا جب ایک وقت کی جزء کو دوسری جزء پر ترجیح نہیں ہے لامحالہ بر کا وجوب حلف کے بعد متصل وقت میں ہوگا لیکن وجوب آخر تک موسع ہوگا۔ اس شرط کے ساتھ کہ فوت نہ ہو جائے جب محل فوت ہوا تو ظاہر ہوا کہ وجوب کا وقت تنگ اور مضیق تھا جو کہ اوقات امکان سے پہلا وقت تھا (اس لئے حانث ہو جائے گا) اس کی نظیر حج موسع کے وجوب میں دی گئی تقریریں ہیں اس سے وہ معنی ظاہر ہو گیا جس کی وجہ سے موقتہ میں وقت آخری جزء کا اعتبار ہوتا ہے اور مطلقہ میں حیاۃ کی آخری جزء کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (شامی کتاب الایمان)

● عدمی موقت اور مطلق میں مشترک امر یہ ہے کہ اگر حلف کے وقت بر کا امکان نہ ہو تو

☆ جلبِ مصلحت کی نسبت مفاسد کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے ☆

یمین خواہ مؤقت ہو یا مطلق دونوں باطل ہو جائیں گی، دونوں میں حالف حانث نہیں ہوگا اور طلاق واقع نہیں ہوگی جس طرح کوزے میں پانی نہ ہونے کی صورت میں تعلیق کی مثال میں ہوتا ہے۔

- اگر حانث ہوتے کی شرط عدمی ہو اور بر کی شرط سے مانع شرط کا عادۃً محال ہونا ہو اگر شرط عدمی موقت ہے تو وقت گزرنے پر حالف حانث ہو جائے گا اور اگر شرط عدمی مطلق ہے تو اسی حال میں حالف حانث ہو جائے گا۔

مثلاً حالف کہتا ہے:

ان لم امس السماء اليوم يا ان لم اطرفي الهواء اليوم يا ان لم احول الحجر ذهبا اليوم يا ان لم اشرب ماء دجلة اليوم

اگر میں نے آج آسمان کو نہ چھوا یا اگر میں آج ہوا میں نہ اڑا یا اگر میں نے پتھر کو سونے میں تبدیل نہ کیا یا اگر میں نے دریا دجلہ کا سارا پانی نہ پیا، مذکورہ صورتوں میں یمین منعقد ہو جائے گی اور یوم کے گزرنے پر حالف حانث ہوگا اور اگر انہی مثالوں میں الیوم کا ذکر نہ ہو تو معلق کلام کے ختم ہوتے ہی حالف حانث ہو جائے گا۔ کیونکہ محالات عادیہ کا یہی حکم ہے۔

بحرالرائق میں ہے **فاعتبار التصور فی الجملة انعقدت اليمين و باعتبار العجز الثابت عادة حنث للحال**

پس فی الجملہ تصور بر اور امکان کی وجہ سے یمین منعقد ہوگی اور عادۃ عجز ثابت ہونے کی وجہ سے اسی حال اور وقت میں حالف حانث ہوگا۔

- معلوم ہوا اگر تعلیق میں حانث ہونے کی شرط عدمی غیر موقت یعنی مطلق ہے اور بر کی شرط کے وقوع سے مانع ہونا بر کی شرط کا محال ہونا ہے تو حالف فوراً اسی وقت حانث ہو جائے گا۔

- اور عدمی مطلق شرط میں اگر بر کی شرط کے وقوع سے قید و بند یا مرض وغیرہ مانع ہے یا کوئی بھی مانع نہیں حالف محل کے فوت ہونے کے وقت حانث ہو جائے گا۔ اور اگر محل متعدد امور ہیں تو کسی ایک کے فوت ہونے پر حانث ہونا ثابت ہو جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی مثلاً اگر محلوف علیہ ہلاک ہو جائے تو حالف محلوف علیہ کے ہلاک کے وقت حانث ہو جائے گا اور اگر حالف خود فوت ہو جائے تب بھی حالف حانث ہو جائے گا۔ مثلاً حالف نے کہا اگر میں نے اس کوزے کا پانی نہ پیا تو

☆ التاسيس خير من التاكيد ☆ تاسیس تاکید کی نسبت بہتر ہوتی ہے ☆

میری بیوی کو طلاق ۔ اگر حلف کے وقت کوزے میں پانی موجود تھا، یمین منعقد ہوگئی پھر پانی گرا دیا گیا تو جس وقت محلوف علیہ پانی ہلاک اور ضائع ہوا اسی وقت حالف حانث ہو جائے گا اور اگر خود حالف ہلاک ہو جائے اور پانی باقی رہے تو حالف اپنی زندگی کے آخری لمحہ میں حالف حانث ہو جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی۔

حاشیہ بحر الرائق میں ہے:

والحاصل انها ان كانت مطلقة وفيها ماء فمادام الحالف والمحلوف عليه قائمين لا يحنث واذا هلك احدهما يحنث غير انه اذا هلك المحلوف يحنث وقت الهلاك وان هلك الحالف يحنث في آخر جزء من اجزاء حياته لان الحنث بفوات البر في جميع عمره وقد تحقق لوقوع الياس عن الفعل وان كان موقتة ان كان الحالف والمحلوف عليه قائمين ومضى الوقت حنث في قولهم لوقوع الياس عن الفعل في الوقت المشروط وان هلك الحالف والمحلوف عليه قائم و مضى الوقت لا يحنث عندهم لانه انما يحنث في اخر جزء من اجزاء الوقت المشروط لان شرط الحنث ترك الفعل في جميع اجزاء الوقت فاذا كان ميتا في اخر الوقت فالميت لايوصف بالحنث ولو هلك المحلوف عليه والوقت باق والحالف قائم بطلت اليمين عندهما وعند ابي يوسف حنث۔ (اھ، ص ۳۳۹، حاشیہ بحر)

بحث کا حاصل یہ ہے کہ اگر یمین مطلق ہے اور کوزے میں پانی ہے جب تک حالف اور محلوف علیہ (پانی) قائم ہیں حالف حانث نہیں ہوگا اگر ان میں سے ایک ہلاک ہوگیا تو حالف حانث ہو جائے گا مگر جب محلوف (پانی) ہلاک ہوگا حالف پانی کے ہلاک ہونے کے وقت حانث ہوجائے گا اور اگر حالف ہلاک ہوگا تو اپنی حیات کے اجزاء سے آخری جز میں حانث ہو جائے گا کیونکہ حانث ہونا حالف کی ساری عمر میں بر کے فوات ہونے پر ہوتا ہے اور بر کا فوت ہونا فعل سے مایوس ہونے کی وجہ سے متحقق ہو گیا ہے اور اگر یمین موقتہ ہے اگر حالف اور محلوف علیہ دونوں قائم ہیں اور وقت گزر گیا تو

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حالف حانث ہو جائے گا کیونکہ ذکر کردہ وقت میں فعل سے ناامیدی واقع ہے اور اگر حالف ہلاک ہو گیا اور محلوف علیہ قائم ہے اور وقت گزر گیا تینوں اماموں کے نزدیک حالف حانث نہیں ہوگا کیونکہ موقت میں حانث ہونا ذکر شدہ وقت کے اجزاء سے آخری جزء میں ہوتا ہے کیونکہ حانث ہونے کی شرط ذکر کردہ وقت کے سارے اجزاء میں ترک فعل سے ہوتی ہے پس جب حالف ذکر کردہ وقت کے آخر میں میت ہے تو میت حانث ہونے سے موصوف نہیں ہوتا اور اگر محلوف علیہ ہلاک ہو گیا اور وقت باقی ہے اور حالف زندہ ہے تو طرفین کے نزدیک یمین باطل ہو جائے گی اور حالف حانث نہیں ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک حالف حانث ہو جائیگا۔

- ہم نے ذکر شدہ بحث علامہ شامی کے حاشیہ منحتہ الخالق کی نقل کردہ عبارت سے اخذ کی ہے توجہ کے ساتھ مطالعہ فرمائیں۔
- کتب فقہ میں بر کے امکان اور عدم امکان کے حوالہ سے لوٹے میں پانی ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد پر کوزے کا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے جو کہ کافی مشہور ہے اس لئے کوزے کے مسئلہ پر تفصیل ملاحظہ کرنے کے لئے بحر الرائق کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بحر الرائق میں ہے:

وقد ذكر المصنف مسئلة الكوز وهي مُفرّعةٌ على هذا الاصل وذكر انها على اربعة اوجه وجهان في المقيدة ووجهان في المطلقة اما في المقيدة فهي على وجهين اما ان لا يكون فيه ماء اصلا او كان فيه ماء وقت الحلف ثم صب قبل مضي الوقت وفي كل منهما لا يحنث لعدم انعقاد اليمين في الاول ولبطلانها عندالصب في الثاني عندهما ولا فرق في الوقت بين ان يكون اليوم او الشهر او الجمعة واما المطلقه فعلى وجهين اما ان لا يكون فيه ماء اصلا فلا يحنث لعدم انعقاد اليمين او كان فيه وصب فانه يحنث لانعقادها لامكان البر ثم يحنث بالصب لان البر يجب عليه كما فرغ فاذا صب فقد فات البر فيحنث في ذالک الوقت كما لو مات الحالف والماء باق (ص۳۳۰)

☆ الغرم بالغنم ☆ خسارہ نفع کے ساتھ ساتھ ہی ہوتا ہے ☆

اور بے شک مصنف نے کوزے کا مسئلہ ذکر کیا اور یہ اسی قاعدہ پر متفرع اور مبنی ہے اور ذکر کیا گیا بے شک کوزے کے مسئلہ کی چار وجہیں ہیں دو مقیدۃ اور موقتہ میں اور دو مطلقہ میں لیکن مقیدۃ میں دو وجہ اس طرح ہیں کہ لوٹے میں بالکل پانی نہ ہو یا اُس میں حلف کے وقت پانی موجود ہو پھر پانی کو یمین میں ذکر کردہ وقت گزرنے سے پہلے گرا دیا جائے ان دونوں صورتوں میں حالف حانث نہیں ہوگا پہلی صورت میں یمین منعقد نہ ہونے کی وجہ سے طرفین کے نزدیک اور دوسری صورت میں پانی گرا دینے کے وقت یمین منعقدہ کے باطل ہو جانے کی وجہ سے اور وقت میں کوئی فرق نہیں دن کا ذکر ہو یا مہینہ کا یا ہفتہ کا۔ اور یمین مطلقہ میں دو وجہیں یہ ہیں کہ لوٹے میں پانی بالکل نہ ہو تو حالف حانث نہیں ہوگا کیونکہ یمین منعقد نہیں ہوئی یا لوٹے میں پانی ہو اور اُسے گرا دیا جائے اس صورت میں حالف حانث ہو جائے گا امکان بر کی وجہ سے یمین منعقد ہو جائے گی اور پھر پانی گرا دینے کی وجہ سے حالف حانث ہو جائے گا کیونکہ فارغ ہوتے ہی حالف پر بر واجب تھی جب پانی گرا دیا گیا بر فوت ہوگئی پس پانی گرانے کے وقت میں حالف حانث ہو جائے گا جس طرح حالف فوت ہونے کے وقت حانث ہو جاتا ہے جبکہ پانی باقی ہو۔

معلوم ہوا اگر حانث ہونے کی شرط عدمی ہو اور موقت ہو اس میں حانث ہونا صرف ایک صورت میں ہوگا کہ حالف اور محلوف علیہ باقی ہوں اور وقت گزرنے تک بری ہونے کا عمل نہ ہو سکے خواہ موانع کی وجہ سے ہو سکے یا بغیر موانع کے نہ ہو سکے۔ دونوں صورتوں میں حالف حانث ہو جائے گا۔

اور اگر حانث ہونے کی شرط عدمی مطلق ہو تو منعقد ہونے کے بعد حالف یا محلوف علیہ کے فوت ہونے سے حالف حانث ہو جائے گا۔ کیونکہ مطلق میں بر کسی معین وقت پر معلق نہیں ہوتی۔ لہٰذا بر سے مایوسی بر کے محل کے فوت ہونے کی صورت ہوگی صرف وقت کے ذکر اور عدم ذکر کی وجہ سے حکم مختلف ہو جاتا ہے۔

مذکورہ قاعدہ کی توضیح کے لئے مزید جزئیات ملاحظہ ہوں۔

ومنها لو قال رجل لامرءته ان لم تهبي لي صداقک اليوم فانت طالق وقال ابوها ان وهبت له صداقک فامک طالق فحيلة عدم حنثهما ان

تشتری منه بمهرها ثوبا ملفوفا و تقبضه فاذا مضی الیوم لم یحنث ابوها لانها لم تهب صداقها ولا الزوج لانها عجزت عن الهبة عندالغروب. لان الصداق سقط عن الزوج بالبیع ثم اذا اردت عود الصداق ردته بخیار الرویة۔

اس قاعدہ پر متفرع جزئیات سے ایک جزئیہ یہ بھی ہے کہ شوہر بیوی سے کہتا ہے اگر تو نے آج غروب آفتاب سے پہلے اپنا مہر مجھے ہبہ نہ کیا تو تجھے طلاق ہے۔ بیوی کے باپ نے بیٹی سے کہا اگر تو نے آج اپنا مہر شوہر کو ہبہ کیا تو تیری ماں کو طلاق ہوگی تو اس کا حیلہ جس کی وجہ سے دونوں حانث نہ ہوں اور کسی پر طلاق واقع نہ ہو یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے مہر کے معاوضہ میں ایک ملفوف کپڑا خرید لے اور اس کپڑے پر قبضہ کر لے جب دن گزر جائے گا تو اس کا باپ حانث نہیں ہوگا کیونکہ عورت نے شوہر کو مہر ہبہ نہیں کیا اور شوہر بھی حانث نہیں ہوگا اس لئے کہ غروب آفتاب سے پہلے اس کی بیوی ہبہ کرنے سے عاجز ہوگئی تھی۔ کیونکہ مہر کے معاوضہ میں اس نے شوہر سے کپڑا خرید لیا تھا۔ (چونکہ یمین موقت تھی اس میں یمین کی بقاء کے لئے بھی امکان بر شرط ہوتا ہے لہٰذا شوہر حانث نہیں ہوگا) بیع کی وجہ سے بیوی کا مہر شوہر سے ساقط ہوگیا تھا اور ساقط کا ہبہ نہیں ہوسکتا۔ پھر جب بیوی چاہے کہ مہر واپس مل جائے تو ملفوف کپڑے کو خیار رویت کی وجہ سے واپس کردے اور مہر واپس لے لے۔

ومنها ما فی المبتغی وفی یمینه لامرء ته ان لم تصلی صلاة الفجر غدا فانت کذا لا یحنث بحیضها بکرة فی الاصح فالحاصل انه متی عجز عن الفعل المحلوف علیه والیمین موقة بطلت عند ابی حنیفة ومحمد خلافا لابی یوسف (الی) اقول ان قوله ان لم اُخرّب وان لم اذهب بک وان لم اخرج و ان لم تحضری منزلی سواء فی ان القید والمنع لا یمنع الحنث لانه اکراه وللاکراه تاثیر فی الفعل بالاعدام کالسکنی لا فی العدم والمعلق علیه فی هذه المسائل العدم فلم یوثر فیه الاکراه. (ص۴/۱۹، ج۲)

☆ فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے ☆

اُن جزئیات سے ایک جزئیہ مبتغی میں مذکور ہے وہ یہ کہ یمین میں حالف نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے کل صبح کی نماز نہ پڑھی تو تجھے طلاق ہے (اتفاق سے) بیوی صبح حیض والی ہو گئی اور نماز نہیں پڑھی تو اصح قول میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ جب محلوف علیہ فعل کے کرنے سے حالف عاجز ہو اور یمین موقت ہو امام اعظم ابی حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یمین باطل ہو جائے گی بخلاف سیدنا ابی یوسف کے کہ ان کے نزدیک یمین باطل نہیں ہوگی۔ (ان کے نزدیک یمین موقت کی بقاء کے لئے امکان بر شرط نہیں ہے) (تا) میں کہتا ہوں بے شک حالف کا قول ان لم اخرب و ان لم اذهب بک و ان لم اخرج و ان تحضری اللیلة سب اس بات میں برابر اور مساوی ہیں کہ قید اور منع حانث ہونے کو منع نہیں کرتے کیونکہ قید اور منع حانث کرانے پر جبر اور اکراہ ہے اور اکراہ اور جبر فعل کے معدوم کرنے میں مؤثر ہوتا ہے۔ جیسے سکنی والی صورت میں ہے لیکن عدم میں اکراہ اور جبر مؤثر نہیں ہوتا مذکورہ سب مسائل میں معلق علیہ اور حنث کی شرط عدم ہے اس میں اکراہ اثر نہیں کرے گا۔

فائدہ: قسم اٹھوانے میں نسیان اور خطا اور جبر و اکراہ اور حالف پر جبر اور اکراہ اور دباؤ سے حانث کرانے کے بعض مسائل ان شاء اللہ بعد میں ذکر کئے جائیں گے۔

● متفرع جزئیات سے ایک جزئیہ یہ ہے کہ شوہر نے بیوی سے کہا اگر تو فلاں شخص کو ابھی نہ لائی یا تو نے میرا کپڑا ابھی واپس نہ کیا تو تجھے طلاق ہے۔ پھر فلاں شخص دوسری طرف سے خود آ گیا اور شوہر نے بیوی کے واپس کرنے سے پہلے خود کپڑا لے لیا تو شوہر حانث نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بیوی سے کہا اگر میں تجھے وہ دینار جو تیرے لئے میرے اوپر واجب ہے آنے والے ماہ کی پہلی تاریخ تک واپس نہ کروں تو تجھے طلاق ہے پھر بیوی نے شوہر کو ذکر کردہ ماہ سے پہلے بری کر دیا تو یمین باطل ہو جائے گی۔ (در مختار) در مختار میں مذکورہ جزئیات میں لفظ الساعة مذکور ہے جس کا ہم نے ترجمہ ابھی سے کیا ہے تو علامہ شامی نے لفظ الساعة پر نوٹس لکھا ہے کہ الساعة کی قید دونوں صورتوں کے ساتھ لگے گی اور مصنف نے دونوں مثالوں میں اس قید کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ ان میں یہ قید نہ ہو تو حالف اس وقت تک حانث نہیں ہوگا جب تک بری ہونے سے مایوس نہیں ہوگا اور مایوس ہونا اس طرح ہوگا کہ حالف فوت ہو جائے یا کپڑا ضائع ہو جائے۔

☆ لاثواب الابالنیة ☆ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے ☆ (فقہی ضابطہ)

- مذکورہ تینوں مثالوں سے واضح ہے کہ اگر شرط عدمی موقت ہو اور ذکر شدہ وقت سے پہلے حالف بر سے عاجز ہو جائے تو حالف حانث نہیں ہوگا کیونکہ امکان بر نہ ہونے کی وجہ سے یمین باطل ہو جائے گی۔ اور معلوم ہوا اگر مذکورہ مثالوں میں وقت کا ذکر نہ ہو اور مطلق ذکر کی جائیں تو حالف حانث ہو جائے گا لیکن جب بری ہونے کا محل حالف یا کپڑا یا دینار ہلاک اور ضائع ہو جائیں گے۔
- درمختار میں ہے:

ولو حلف ان لم یخرب بیت فلان غدا فقید ومنع حتی مضی الغد حنث وکذا ان لم اخرج من هذا المنزل فکذا فقید او ان لم اذهب بک الی منزلی فاخذها فهربت منه او ان لم تحضری اللیلة منزلی فکذا منمها ابوها حنث فی المختار بخلاف لا اسکن فاغلق الباب او قید لا یحنث فی المختار۔

کسی شخص نے قسم کھائی کہ اگر اس نے فلاں آدمی کا گھر کل تک خراب نہ کیا (تو اس کی بیوی کو طلاق ہوگی) پھر حالف کو باندھ کر منع کر دیا گیا کل گزر گئی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اسی طرح شوہر نے قسم اٹھائی کہ اگر میں اس گھر سے نہ نکلا تو بیوی کو طلاق پھر شوہر کو باندھ دیا گیا یا شوہر نے حلف اُٹھایا اور بیوی سے کہا اگر میں تجھے اپنے گھر نہ لے گیا تو تجھے طلاق ہے، بیوی کو پکڑا لیکن وہ اس سے بھاگ گئی یا شوہر نے بیوی سے کہا اگر تو آج رات میرے گھر نہ آئی تو تجھے طلاق ہے پھر بیوی کے باپ نے بیٹی کو منع کر دیا اور نہیں گئی تو ان صورتوں میں حالف حانث ہو جائے گا، طلاق واقع ہو جائے گی۔ حالانکہ حالف کو جبر اور اکراہ کے ساتھ حانث کرایا گیا۔ بخلاف اس کے کہ حالف نے کہا اگر میں اس گھر رہوں تو میری بیوی کو طلاق پھر دروازہ بند کر دیا گیا یا اُسے باندھ دیا گیا اور وہ ذکر کردہ وقت میں اسی گھر میں رہا تو حانث نہیں ہوگا اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔ کیونکہ وجودی شرط میں جبر اور اکراہ سے حانث کرانے سے حالف حانث نہیں ہوتا۔

- مذکورہ مثالوں سے واضح ہے اگر شرط عدمی موقت ہو اور بر کی شرط سے حالف عاجز ہو لیکن اس کا عاجز ہونا محل کے فوت ہونے کی وجہ سے نہ ہو بلکہ کسی دوسرے مانع حسی جیسے قید وغیرہ یا غیر حسی

جیسے تالا وغیرہ سے دروازوں کو بند کرنے کی وجہ سے ہوتو حالف حانث ہو جائے گا اور موانع کے طرف فعل کے عدم کی نسبت کا اعتبار نہیں ہوگا اور عاجز ہونے کو حقیقی عاجز ہونا شمار نہیں کیا جائے گا لہٰذا یمین باطل نہیں ہوگی اور یہ عجز امکان بر کے منافی نہیں ہوگا۔

- یہ بھی معلوم ہوا کہ عدمی موقت میں وقت سے پہلے بر سے عاجز ہو جانا اگر فوات محل کی وجہ سے ہوتو یمین باطل ہو جاتی ہے اور طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر ذکر شدہ وقت سے پہلے بر سے عاجز دیگر موانع اور جبر واکراہ کی وجہ سے ہوتو یمین باطل نہیں ہوتی اور طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب بھی ذکر کردہ وقت گزرے گا طلاق واقع ہو جائے گی۔

- اور اگر حانث ہونے کی عدمی شرط موقت نہ ہو مطلق ہو اور حالف بر سے موانع کی وجہ سے عاجز ہو جائے تو بھی یمین باطل نہیں ہوگی اور حالف صرف فوات محل سے حانث ہوگا دیگر موانع کی وجہ سے حانث نہیں ہوگا، اس لئے حالف زندگی کے آخری لمحہ میں حانث ہوگا یا محلوف علیہ کے ہلاک ہونے کے وقت حانث ہوگا گویا یمین عدمی مطلق میں کسی قسم کا عجز ہو فوات محل کی وجہ سے ہو یا دیگر موانع کی وجہ سے حالف کو حانث ہونے سے نہیں بچا سکتا لیکن زندگی کے آخری حصہ میں حانث ہوگا اور طلاق واقع ہوگی مگر یمین عدمی موقت میں موانع کی وجہ سے بر سے عجز میں تو حانث ہو جاتا ہے لیکن محل کے فوت ہونے کی وجہ سے حانث نہیں ہوتا۔ عدمی مطلق اور موقت میں فرق صرف محل کے فوت ہونے کی وجہ سے عجز میں ہے۔

- مذکورہ جزئیات کے آخر میں لا اسکن کی مثال سے اشارہ فرمایا کہ اگر حانث ہونے کی شرط وجودی ہو اور حالف کو حانث ہونے پر مجبور ہونا پڑے اور بری ہونے سے عاجز کر دیا جائے تو حالف حانث نہیں ہوگا یعنی حانث ہونے کی وجودی شرط میں بری ہونے کی شرط سے اگر حالف خود عاجز ہو جائے یا عاجز کرا دیا جائے تو اس عجز اور موانع کا اعتبار ہوگا حالف کو معذور سمجھا جائے گا۔

- اگر وجودی شرط موقت ہو اور بر کی شرط سے حالف عاجز ہو جائے اور حانث ہونے پر مجبور کر دیا جائے عجز فوات محل کی وجہ سے ہو یا کسی دوسرے مانع کی وجہ سے ہو حسی مانع ہو یا غیر حسی مانع ہو سب صورتوں میں حالف حانث نہیں ہوگا۔

مثلاً لا اسکن میں حالف کو گھر میں باندھ دیا گیا یا شدید مرض کی وجہ سے حالف گھر میں ٹھہرا رہا یا دروازہ بند کر دیا گیا تا کہ حالف کی بیوی کو طلاق ہو جائے سب صورتوں میں طلاق واقع

نہیں ہوگی اور بالفرض حالف نے کہا تھا اگر میں آج غروب آفتاب تک اس گھر میں رہا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی غروب آفتاب سے پہلے حالف مرگیا یا گھر برباد ہوگیا تو حالف حانث نہیں ہوگا کیونکہ غروب آفتاب تک کی شرط نہیں پائی گئی۔

حالف نے کہا اگر میں آسمان کو چھوؤں تو میری بیوی کو طلاق تو طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ حانث ہونے کی شرط آسمان کو چھونا ہے اور وہ عادۃً محال ہے لہٰذا بری ہونا غیر اختیاری ہے پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (شامی)

معلوم ہوا حانث ہونے کی شرط اگر وجودی ہو موانع اور جبر و اکراہ کی وجہ سے بری ہونے سے حالف کو عاجز کردیا جائے یا بری ہونا اس کی مجبوری ہوجائے تو حالف حانث نہیں ہوگا۔

درمختار میں ہے۔

اِنْ دَخَلَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخَیَّاطِ فَاَنْتِ طَالِقٌ

اگر سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل ہوگیا تو تجھے طلاق ہوگی۔

اگر کسی نے مذکورہ الفاظ سے طلاق معلق ذکر کی تو طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ شرط وجودی ہے اور عادۃ محال ہے گویا شرط کا محال ہونا حانث ہونے سے مانع ہے اور اگر کوئی شخص کہے **ان ضربتک فانت طالق** اگر تجھے میں نے مارا تو تجھے طلاق ہے اب شوہر پر جبر کیا گیا جس کی وجہ سے اس نے بیوی کو مارا تو شوہر حانث نہیں ہوگا۔

کیونکہ حانث ہونے کی وجودی شرط میں جبر اور اکراہ سے حانث کرانے سے حالف حانث نہیں ہوتا اور فعل کی نسبت جابر اور مکرہ کی طرف ہوجاتی ہے اور حالف حانث ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔

اور حانث ہونے کی عدمی شرط میں جبر اور اکراہ سے حانث کرانے سے حالف حانث ہوجاتا ہے اور عدم کی نسبت حالف کی طرف باقی اور قائم رہتی ہے اکراہ اور جبر کا عدم میں اثر معتبر نہیں ہوتا۔

- علامہ شامی لا اسکن کے تحت لکھتے ہیں

لان شرط الحنث وجودی هو سكناه بنفسه والوجودی یمکن وجوده بالاکراه والمنع بان ینسب لغیره وهو المکره بالکسر بخلاف لا یخرج

لان شرط الحنث عدمی وهو لا یمکن اعدامهٗ بالاکراه لتحققه من المکره بالفتح وهذا معنی قولهم الاکراه یوثر فی الوجودی لانی العدمی۔

(کسی شخص نے کہا اگر میں اس گھر میں ساکن رہا تو میری بیوی کو طلاق ہے پھر اُس شخص کو گھر میں باندھ دیا گیا یا درواہ بند کر کے تالا لگا دیا گیا تو حالف حانث نہیں ہوگا) کیونکہ حانث ہونے کی شرط وجودی ہے اور محلوف علیہ حالف کا بنفسہٖ بغیر اکراہ کے رہنا اور سکنی ہے اور وجودی کا وجود اور وقوع اکراہ اور منع سے اس طرح ممکن ہے کہ وجود اور وقوع کی نسبت حالف کے غیر کی طرف کی جائے اور حالف کا غیر مکرہ (راہ کے کسرہ کے ساتھ) ہے۔لہٰذا سکنی کی مکرہ کی طرف نسبت کی جائے گی۔ بخلاف لا یخرج کے کیونکہ اس میں حانث ہونے کی شرط عدمی ہے اور عدمی کا اعدام اکراہ سے ممکن نہیں کیونکہ وہ مکرہ (راء کے فتح کے ساتھ) سے متحقق ہے اور یہی اُن کے قول کا معنی ہے کہ اکراہ وجودی میں اثر کرتا ہے اور عدمی میں اثر نہیں کرتا۔

● طرفین امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یمین کے انعقاد کے لئے امکان بر شرط ہے خواہ یمین مطلق ہو یا موقت اور اگر یمین موقت ہو تو امکان بر اس کی بقاء کے لئے بھی شرط ہے اور اگر یمین مطلق ہو تو اس کی بقاء کے لئے امکان بر شرط نہیں ہے۔ بحرالرائق میں ہے:

ولهما انّه لا بد من تصور الاصل لتنعقد فی حق الخلف وبهذا الاتنعقد الغموس موجبة للکفارة (بحر)

طرفین کی دلیل یہ ہے کہ اصل کا تصور ضروری ہے تاکہ یمین خلف (کفارہ کے) حق میں منعقد ہو جائے اس وجہ سے یمین غموس اور جھوٹی قسم سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

● منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق میں ہے:

(وقوله هو امکان البر فی المستقبل) قال الرملی و اما العجز عن التصور فلا یمنع انعقادها ولا بقاءها کما اطبقت علیه اصحاب المتون فی مسئلة صعود السماء وقلب الحجر ذهباً فتامل و کن علی بصیرة۔اھ

(شارح کا قول کہ مستقبل میں امکان بر شرط ہے) علامہ خیرالدین رملی نے فرمایا لیکن

تصور سے عاجز ہونا یمین کے نہ انعقاد کو منع کرتا ہے اور نہ بقاء کو جیسا کہ اصحاب متون کا آسمان پر چڑھنے اور پتھر کو سونے میں تبدیل کرنے کے مسئلہ میں اجماع ہے پس فکر کر اور بصیرۃ پر ہو جا۔ اھ ۴/۳۳۰

پھر فرمایا:

اقول المراد بامکان تصور البر تصوره' حقیقة ای بان یکون ممکنا عقلا وان استحال عادة کما فی مسئلة صعود السماء و قلب الحجر ذهبا ولذا انعقدت الیمین فیه ولم تبطل بالعجز عنه عادةً کما یاتی اما ههنا فانه اذا لم یکن فی الکوز ماء لا تنقعد الیمین اصلاً لعدم امکان شربه اصلا لا حقیقةً ولا عادةً واذا کان فیه ماء فصب تنعقد الیمین ثم تبطل عند الصب لعروض العجز حقیقةً وعادةً فعلم ان المراد بعدم التصور ههنا عدم الامکان حقیقةً وعادةً. (منحۃ الخالق)

میں کہتا ہوں بر کے تصور کے امکان سے مراد بر کا حقیقی تصور ہے وہ یہ کہ بر عقلا ممکن ہو اگرچہ عادۃ محال ہو جس طرح آسمان پر چڑھنے اور حجر کو ذہب میں تبدیل کرنے میں ہے اور اسی وجہ سے اس میں یمین منعقد ہو جاتی ہے اور عادۃً عاجز ہونے سے باطل نہیں ہوتی جیسا کہ آنے والا ہے لیکن یہاں جب لوٹے میں پانی نہیں ہے یمین بالکل منعقد نہیں ہوگی کیونکہ پانی کے پینے کا امکان بالکل نہیں ہے نہ حقیقۃ اور نہ عادۃ۔ اور جب کوزے میں پانی تھا (یمین کے وقت) پھر گرا دیا گیا یمین منعقد ہوگئی پھر پانی گرا دینے کے وقت باطل ہوگئی کیونکہ حقیقتاً اور عادۃً عاجز ہونا عارض ہو گیا پس معلوم ہوا یہاں عدم تصور سے حقیقتاً اور عادۃً عدم امکان ہے۔ (منحۃ الخالق)

● مذکورہ عبارت سے امکان بر کے قاعدہ کی وضاحت مقصود تھی اس لئے ہم نے خواہش مند حضرات کے لئے نقل کر دی ہے۔ وہ یہ کہ امکان بر اور عجز جمع ہو سکتے ہیں عاجز ہونے سے لازم نہیں آتا کہ امکان بر نہ رہے جیسے صعود السماء وغیرہ میں ہے۔ امکان بر اور عجز دونوں جمع ہیں اور یہاں عجز حقیقی عجز نہیں ہے اگر عجز حقیقی ہو جیسا کہ کوزہ کے مسئلہ میں ہے تو امکان بر ختم ہو جائے گا۔ گویا عجز کے دو قسم ہیں ایک عجز وہ جو امکان بر کے عدم سے پیدا ہو اور ایک عجز وہ ہے جو دیگر موانع سے پیدا

ہو پہلا قسم یمین کے انعقاد سے مانع ہے مگر دوسرا قسم یمین کے انعقاد سے مانع نہیں۔

- ایک جگہ اس کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

توضیحه ما قاله الامام الحصیری فی التحریر شرح الجامع الکبیر ان هذه یمین غیر معقودة فلا تجب الکفارة کالیمین الغموس لان لیس ههنا معقود علیه موجود ولا متوهم الوجود وعدم المعقود علیه یمنع انعقاد العقد وهذا لان الیمین انما تنعقد لتحقق البر فان من اخبر بخبر او وعد بوعد یوکده بالیمین لتحقق الصدق فکان المقصود هو البر ثم تجب الکفارة خلفا منه لرفع حکم الحنث هو الاثم لیصیر بالتکفیر کالبار فاذا لم یکن البر متصورا لا تنقعد فلا تجب الکفارة خلفا عنه لان الکفارة حکم الیمین وحکم الشیء انما یثبت بعد انعقاده کسائر العقود بخلاف صعود السماء وتحویل الحجر ذهبا والطیران فی الهواء وشرب ماء دجلة لان البر متصور فی الجملة لجواز ان یقدر الله تعالی عبدا من عباده علی صعود السماء ومسها وغیره فتوهم وجوده الاتری انه صعد الانبیاء علیهم السلام والملئکة علیهم السلام تصعد فی کل وقت وکما اکرم آصف وزیر سلیمان علیه السلام حیث قال انا آتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک وانه خلاف العادة. فاعتبار التصور فی الجملة انعقدت الیمین وباعتبار العجز الثابت عادة حنث للحال۔ (منحۃ الخالق)

اس کی وہ توضیح جو امام حصیری نے جامع کبیر کی شرح التحریر میں ذکر فرمائی وہ یہ ہے کہ (کوزے) والی یمین منعقد نہیں ہے۔ پس کفارہ واجب نہیں ہوگا جیسے جھوٹی یمین میں کفارہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ یہاں وہ امر (پانی) جو معقود علیہ ہے وہ موجود نہیں ہے اور نہ اس کے وجود کا وہم ہے اور معقود علیہ امر کا نہ ہونا عقد کے انعقاد کو منع کرتا ہے یہ اس لئے کہ یمین کا انعقاد بر کے واقع کرنے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ جو شخص کسی امر کی خبر دیتا ہے یا کسی امر کا وعدہ کرتا ہے اس کو یمین سے مضبوط کرتا ہے تا کہ صدق متحقق ہو جائے پس مقصود بر ہی ہوتا ہے پھر کفارہ واجب ہوتا ہے تا کہ حانث ہونے کا گناہ مرتفع

ہو جائے اور تا کہ حالف کفارہ دینے سے بار کی طرح ہو جائے جب بر متصور نہیں ہو گی تو یمین منعقد نہیں ہو گی تو کفارہ جو کہ بر کا خلف ہے واجب نہیں ہو گا کیونکہ کفارہ یمین کا حکم ہے اور شیء کا حکم اس کے انعقاد کے بعد ثابت ہوتا ہے جیسا کہ باقی عقود میں ہوتا ہے بخلاف صعود کا آسمانوں میں اور پتھر کو سونے میں تبدیل کرنے میں اور ہوا میں اڑنے میں اور دریا دجلہ کے پانی پینے میں کیونکہ ان میں بر فی الجملۃ متصور ہے کیونکہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کسی بندے کو آسمان پر چڑھنے اور اس کے چھونے کی اور اس کی مثل کی قدرت عطا فرما دے پس اس کا وجود متوہم ہو گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں انبیاء علیہم السلام نے آسمانوں پر صعود فرمایا اور ملائکہ ہر وقت آسمانوں میں صعود فرماتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف پر کرم فرمایا جب اس نے کہا میں آپ کے پاس (بلقیس کا تخت) آپ کی آنکھوں کی پلکوں کے پلٹنے سے پہلے لے آؤں گا حالانکہ یہ خلاف عادۃ ہے ان امور تصور فی الجملہ کی وجہ سے یمین منعقد ہے اور عجز دائمی ثابت ہونے کی وجہ سے حالف اسی وقت حانث ہو جائے گا۔

- معین دینار اور معین کپڑے کے واپس کرنے میں عاجز ہونے کی صورت میں یمین موقت اور مطلق میں فرق بیان کرتے ہوئے علامہ شامی لکھتے ہیں۔

حاصله انه اذا كانت اليمين مقيدة بالوقت يحنث بمضيه الا اذا عجزت عن رده بان ضاع او اذيب اما لو كانت مطلقة فلا يحنث و ان ضاع مادام حيين لامكان وجد انه اما لو مات احدهما او علم انه اذيب او سقط في البحر فانه يحنث لتعذر الرد۔

حاصل بحث یہ ہے کہ جب یمین وقت کے ساتھ مقید ہو گی وقت گزرنے پر حالف حانث ہو جائے گا مگر جب کہ بیوی کپڑا رد اور واپس کرنے یا دینار کے رد اور واپس کرنے سے عاجز ہو جائے یہ کہ کپڑا ضائع ہو جائے اور دینار پگھلا دیا جائے اور لیکن اگر یمین مطلق ہے تو حالف حانث نہیں ہو گا اگر چہ کپڑا گم ہو جائے جب تک دونوں میاں بیوی زندہ ہیں کیونکہ کپڑے کا مل جانا ممکن ہے لیکن اگر ان میں سے ایک فوت ہو جائے یا ان کو علم ہو جائے کہ دینار کی یمین میں دینار پگھلا دیا گیا ہے یا گہرے

سمندر میں گر گیا ہے تو حالف حانث ہو جائے گا کیونکہ اب محلوف علیہ کا واپس کرنا متعذر ہے۔

سوال: جس طرح یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو آسمان پر چڑھنے اور پتھر کو سونے میں تبدیل کرنے اور ہوا میں اڑنے اور دجلہ کے سارے پانی پینے کی قدرت عطا فرمائے اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ گرا دیئے پانی کو دوبارہ پیدا فرما دے اور پگھلائے ہوئے سونے کو پہلی حالت عطا فرما دے اور خاکستر ہونے والے کپڑے کو دوبارہ کپڑا بنا دے تو پھر فرق کیوں ہے کہ آسمان کے صعود اور پتھر کے سونے اور ہوا میں اڑنے کے مسائل میں یمین منعقدۃ باقی اور قائم رہتی ہے اور یمین باطل نہیں ہوتی مگر پانی اور دینار اور کپڑے کے مسئلہ میں یمین منعقد باقی نہیں رہتی بلکہ باطل ہو جاتی ہے؟

جواب: علماء فرماتے ہیں بے شک پانی کا اعادہ اور دینار کا اعادہ اور کپڑے کا اعادہ ممکن اور تحت القدرۃ ہے لیکن اعادہ کے بعد موجود پانی اور دینار اور کپڑا محلوف علیہ پانی اور دینار اور کپڑے کا عین نہیں ہوگا بلکہ غیر ہوگا جو کہ محلوف علیہ نہیں تھا اس لئے ان صورتوں میں حالف محلوف علیہ عمل سے حقیقی طور پر عاجز ہو جائے گا اور یمین باطل ہو جائے گی مگر آسمان اور پتھر اور ہوا اور دریا کے پانی کے مسئلہ میں کسی چیز کا اعادہ نہیں ہے اور بر کے عمل کے موجود ہونے کی صورت میں محلوف علیہ کی حالت باقی ہے۔ اس لئے یہاں عجز حقیقی نہیں ہوگا اور یمین باطل نہیں ہوگی لہٰذا یمین میں بر کے عمل کے محل کے ہلاک ہونے اور فوت ہونے کی صورت میں اگر حالف زندہ ہو تو عجز حقیقی موجود ہوگا اور اگر محل فوت نہ ہو دیگر موانع ہوں تو عجز غیر حقیقی ہوگا۔

● یمین معلق میں حانث ہونے کی شرط عدمی موقت ہوگی یا مطلق اس کی تفصیل ہم لکھ چکے ہیں مذکورہ عبارت سے مقصود اس کی توضیح ہے۔

فائدہ:

(۱) اگر یمین مطلق منعقد ہو جائے اور اس میں برّ سے مانع برّ کے عمل کا محال عادی ہونا ہو تو حالف فوراً اسی وقت حانث ہو جائے گا اور اگر یمین مطلق منعقدۃ میں بر سے مانع دیگر امور ہوں تو جب تک بر کے لئے محل ہونے والے امور سے کوئی ایک ہلاک نہ ہو جائے، اس وقت تک حالف حانث نہیں ہوگا۔

☆ ماحرم اخذه حرم اعطاؤه ☆ جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ ☆

(۲) اور اگر یمین منعقدہ موقت ہو اور بر سے مانع بر کے عمل کا محال عادی ہونا ہو یا دیگر امور اور بر کا محل وقت سے پہلے فوت نہ ہو تو حالف وقت کے گزرنے پر ہی حانث ہوگا۔ فوراً حانث نہیں ہوگا۔

درمختار اور کنز الدقائق میں ہے:

لیناتینہ فلم یاتہ حتی مات حنث فی آخر حیاتہ الخ

ایک شخص نے دوسرے سے کہا اللہ کی قسم میں تیرے پاس ضرور آؤں گا پس اس کے پاس نہیں گیا حتیٰ کہ فوت ہوگیا تو حالف اپنی حیات کے آخر میں حانث ہو جائے گا اور اس پر واجب کفارہ اس کے مال سے دینا ہوگا۔

اگر مذکورہ یمین کی عبارت شرط اور جزاء کی صورت میں ذکر کی جائے تو اس طرح کہا جائے گا۔ اگر میں تیرے پاس نہ آیا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی۔ یہ تعلیق عدمی مطلق شرط کی مثال ہوگی اور اب زندگی کے آخری لمحہ میں طلاق واقع ہوگی۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے اسماء کے ساتھ مطلق یمین اور طلاق اور عتاق کی تعلیق کے ساتھ یمین عدمی مطلق کا حکم ایک ہے۔

بحرالرائق میں ہے:

(قولہ لیناتینہ الخ) لان البر قبل ذالک موجود ولا خصوصیة للاتیان بل کل فعل حلف انہ یفعلہ فی المستقبل واطلقہ ولم یقیدہ بوقت لم یحنث حتی یقع الیأس عن البر مثل لیضر بن زیدا او لیعطین فلانة او لیطلقن زوجتہ وتحقق الیاس عن البر یکون بفوات احدھما فلذا قال فی غایة البیان واصل ھذا ان الحالف فی الیمین المطلقة لا یحنث ما دام الحالف والمحلوف علیہ قائمین لتصور البر فاذا فات احدھما فانہ یحنث (الی) وقید بالیمین المطلقة لانھا لو کانت مقیدة کقولہ ان لم ادخل ھذہ الدار الیوم فعبدی حرّ فان الحنث معلق باخر الوقت حتی اذا مات الحالف قبل خروج الوقت ولم یدخل الدار لا یحنث و اما اذا مضی الوقت قبل دخولہ وھو حَیٌّ عتق العبد کذا فی غایة البیان (۳۱۲/۴)

لیناتینہ الخ کی یمین میں حیات کے آخر میں حانث ہونا اس لئے ہے کہ موت سے

پہلے بر موجود ہوسکتی ہے اور اتیان کے مفہوم کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر وہ فعل جس کے کرنے کا اس نے حلف اٹھایا کہ وہ مستقبل میں کرے گا اور اس کو مطلق رکھا اور وقت کے ساتھ اسے مقید نہیں کیا تو حالف اس میں حانث نہیں ہوگا حتیٰ کہ بر سے مایوسی واقع ہو مثلاً حالف کہتا ہے کہ وہ اللہ کی قسم ضرور زید کو مارے گا یا ضرور فلانہ کو کوئی چیز دے گا یا ضرور اپنی بیوی کو طلاق دے گا اور بر سے مایوسی کا تحقق دونوں میں سے ایک کے فوت ہونے سے ہوگا اسی وجہ سے غایۃ البیان میں ہے اصل اس کا یہ ہے کہ یمین مطلق میں حالف اس وقت تک حانث نہیں ہوتا جب تک حالف اور محلوف علیہ قائم رہیں کیونکہ بر متصور ہوسکتی ہے جب ان میں سے ایک فوت ہوگا بے شک حالف حانث ہوجائے گا (تا) اور یمین کو مطلقہ کے ساتھ انہوں نے مقید کیا کیونکہ اگر یمین مقیدہ ہو جیسے اس کے قول اگر میں آج اس گھر داخل نہ ہوا تو میرا عبد آزاد ہوگا کیونکہ اس مثال میں حانث ہونا وقت کے آخر کے ساتھ معلق ہے حتیٰ کہ اگر حالف وقت کے خروج سے پہلے فوت ہوگیا اور وہ دار میں داخل نہیں ہوا تو حالف حانث نہیں ہوگا اور جب حالف کے دخول سے پہلے وقت نکل گیا اور وہ زندہ ہے تو عبد آزاد ہوجائے گا۔ اسی طرح غایۃ البیان میں ہے۔

- کنز الدقائق میں ہے:

حلف لیصعدن السماء او لیقلبن الحجر ذھبا حنث للحال۔ (۳۳۱/۴، ج۲)

اگر حلف اٹھایا کہ وہ آسمان پر چڑھے گا یا پتھر کو سونے میں تبدیل کرے گا تو اسی وقت حانث ہوجائے گا۔

معلوم ہوا اگر بر کی شرط یا عمل محال عادی ہو تو یمین منعقد ہوجائے گی لیکن عجز کی وجہ سے اسی وقت فوراً حالف حانث ہوجائے گا یمین باللہ میں کفارہ لازم آئے گا اور یمین بالطلاق میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

معلوم ہوا بر کے عمل کے محال عادی ہونے کی صورت میں اگر یمین بالطلاق ہو تو حانث ہونا زندگی کے آخری لحہ تک مؤخر نہیں ہوگا اور اگر وہ عمل محال نہ ہو تو زندگی کے آخری لحہ میں حانث

ہونا ثابت ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے کہا اگر میں آسمان پر نہ چڑھا تو میری بیوی کو طلاق ہے تو اسی وقت طلاق واقع ہو جائے گی یہاں یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ آسمان پر چڑھنا زندگی کے جمیع اوقات میں ممکن ہے لہٰذا آخری وقت میں حانث ہوگا کیونکہ عجز دائمی ہے اس لئے اس وقت حانث ہو جائے گا اور اگر ایک شخص نے کہا اگر میں زید کو نہ ماروں تو میری بیوی کو طلاق ہے تو اس یمین میں زندگی کے آخری لمحہ میں مایوسی ہوگی اور طلاق واقع ہوگی۔ علامہ شامی نے فقہاء کرام کے قول:

(۱)ان فوات المحل يبطل اليمين اور(۲)العجز عن فعل المحلوف عليه يبطلها ايضاً لوموقتة لا لو مطلقة اور(۳)امكان تصور البر شرط لانعقاد ها فی الابتداء مطلقا و شرط لبقائها لو موقتة۔

(۱) بے شک محل کا فوت ہونا یمین کو باطل کر دیتا ہے۔ (۲) محلوف علیہ کے فعل سے عجز حقیقی یمین کو باطل کر دیتا ہے اگر یمین موقتہ ہو (۳) بر کے تصور کا امکان یمین کے انعقاد کے لئے ابتداء میں مطلقاً شرط ہے اور یمین کی بقاء کے لئے اگر یمین موقت ہو تو شرط ہے۔

کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فصار الحاصل انه اذا كان شرط الحنث عدميا فان عجز عن شرط البر بفوات محله لا يحنث و ان مع المحل حنث سواء كان المانع حسيا او لا وكذا لو كان المانع كونه مستحيلا عادة كمس السماء و ان كان الشرط وجوديا لايحنث مطلقاً ولو كان المانع غير حسی فی المختار

(ردالمحتار، ۴/۶۴۶) مکتبہ دارالباز۔

ذکر کردہ بحث کا حاصل یہ ہے کہ جب حانث ہونے کی شرط عدمی ہو پس اگر بر کی شرط عاجز ہونا بر کے محل کے فوت ہونے کی وجہ سے ہے تو حالف حانث نہیں ہوگا اور اگر عاجز ہونا محل کے موجود ہوتے ہوئے ہے تو حالف حانث ہو جائے گا برابر ہے کہ بر سے مانع محسوس امر ہو یا غیر محسوس اور اسی طرح اگر بر سے مانع بر کا محال ہونا ہو جس طرح آسمان کا چھونا ہے اور اگر حانث ہونے کی شرط وجودی ہے تو مطلق حانث نہیں ہوگا خواہ محل کے فوت ہونے کی وجہ سے عجز ہو یا کسی دوسرے مانع کی وجہ سے) اگر چہ

مانع غیر محسوس امر ہو۔

- اگر عدمی شرط میں عجز محل کے فوت ہونے کی وجہ سے ہو اس کی مثال یہ ہے اگر میں نے آج ہی اس لوٹے میں موجود پانی نہ پیا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی، پانی موجود تھا پھر غروب آفتاب سے پہلے گرا دیا گیا تو یمین باطل ہوگئی کیونکہ یمین موقت کی بقاء کے لئے امکان بر شرط ہے لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوگی۔

- اگر شرط عدمی ہو اور عجز محل کے علاوہ کسی دوسرے مانع کی وجہ سے ہو اسکی مثال ان لم اخرج من هذا البيت اليوم فامرتي طالق اگر آج میں اس گھر سے نہ نکلا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی۔ حالف کو دشمنوں نے اس گھر میں ایک دن کیلئے رسیوں سے باندھ دیا تا کہ اسکی بیوی کو طلاق ہو جائے، دن گزر گیا اور حالف عجز کی وجہ سے گھر سے نہیں نکل سکا تو حالف کی بیوی کو طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ عدمی موقت شرط میں موانع غیر معتبر ہوتے ہیں یہ بات کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔

- شرط عدمی ہو اور عجز بر کے محال ہونے کی وجہ سے ہو جیسے ان لم امس السماء اليوم فامرتي طالق اگر آج میں نے آسمان کو نہ چھوا تو میری بیوی کو طلاق ہوگی سورج کے غروب ہوتے ہی موصوف حانث ہو جائے گا اور طلاق واقع ہو جائے گی اور یہاں شرط کا عادی محال ہونے کی وجہ سے طلاق تکلم کے بعد فوراً واقع نہیں ہوگی کیونکہ یمین موقت میں تعلیق وقت کے گزرنے پر موقوف ہوتی ہے اور مطلق میں اگر شرط عدمی اور محال ہو تو تکلم کے فوراً بعد طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

- شرط عدمی ہو اور عجز مانع غیر حسی کی وجہ سے ہو جس طرح کسی نے کہا ان لم اخرج من هذا المنزل اليوم فامرتي طالق اگر میں اس گھر سے آج نہ نکلا تو میری بیوی کو طلاق ہے اس شخص کو حانث کرانے کے لئے دشمنوں نے گھر کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا تو حالف حانث ہو جائیگا اور طلاق واقع ہو جائے گی۔

معلوم ہوا جبر اور اکراہ اور دیگر موانع حنث وجودی شرط میں معتبر ہوتے ہیں اگر وجودی شرط میں بر سے رکاوٹ پیدا کر دی جائے تو حالف حانث نہیں ہوگا۔ اور محلوف علیہ فعل کی نسبت جبر کرنے والے کی طرف ہو جائے گی۔ مگر عدمی شرط میں حانث ہونے پر حالف کو مجبور کیا گیا ہو تو حالف پھر بھی حانث ہو جائیگا۔

- مذکورہ ضوابط صرف یمین موقت کے لئے ہیں یمین غیر موقت میں یمین کے انعقاد کے بعد

☆جب حقوق باہم متعارض ہوں تو ان میں جس کا وقت تنگ ہو اسے ترجیح حاصل ہوگی ☆

جو عجز فوات محل کی وجہ سے ہوتا ہے صرف اس وقت حالف حانث ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا اکراہ وجودی شرط میں اثر کرتا ہے لیکن عدمی شرط میں اثر نہیں کرتا لیکن اکراہ کے اثر کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ وجودی فعل کی نسبت مجبور اور مُکرَہْ سے منقطع ہو جاتی ہے اور جابر کی طرف ہو جاتی ہے۔ لیکن اکراہ وجودی فعل کو معدوم نہیں کرتا بلکہ وجودی فعل اکراہ کے باوجود مکرَہ اور مجبور کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ لہٰذا جس اکراہ سے مجبور کا اختیار ختم ہو جائے اگرچہ فعل کا صدور اور قیام مجبور سے ہو اس فعل کی نسبت مکرہ اور مجبور سے منقطع ہو جائے گی اور جس اکراہ سے مجبور کا اختیار ختم نہ ہو اس اکراہ میں فعل کی نسبت مجبور اور مکرہ سے ختم نہیں ہوگی۔

اسی تناظر میں درمختار میں ہے:

وحنث فی لا یخرج من المسجد ان حمل واخرج مختاراً بامره وبدونه بان حمل مکرها لا یحنث ولو راضیا بالخروج فی الاصح۔(۵/۵۴۳)

حالف مسجد سے خارج نہیں ہوگا (کے حلف میں) اس وقت حانث ہو جائے گا جب اسے اس کے اسے اختیار کے ساتھ بغیر اکراہ کے اٹھوا کر مسجد سے نکلوا دیا گیا ہو اور اس کے امر کے بغیر اگر اکراہ سے (اس کے اختیار کے بغیر) اٹھوا کر نکال دیا گیا ہو تو حانث نہیں ہوگا اگرچہ خروج کو وہ پسند کرتا تھا۔ اصح قول میں۔

علامہ شامی فتح القدیر سے نقل فرماتے ہیں:

وفی الفتح والمراد من الاخراج مکرها هنا ان یحمله ویخرجه کارها لذالک لا الاکراه المعروف هو ان یتوعده حتی یفعل فانه اذا توعده' فخرج بنفسه حنث لما عرف ان الاکراه لا یعدم الفعل عندنا اھ واقره' فی البحر واعترض فی الیعقوبیة التعلیل بما قالوا فی لا اسکن الدار فقید ومنع لا یحنث لان للاکراه تاثیراً فی اعدام الفعل واجبتُ عنه فیما علقتُه' علی البحر بانه قد یقال انه یعدم الفعل بحیث لا ینسب الی فاعله اذا اعدم الاختیار وهنا خرج باختیارهٖ (الی) قوله لا یحنث) لان الفعل وهو الخروج لم ینتقِل الی الحالف لعدم الامر وهو الموجب للنقل (شامی ص ۵/۵۴۳)

اور فتح القدیر میں ہے اور اکراہ کے ساتھ اخراج سے مراد یہ ہے کہ اس کو اٹھانے والے زمین سے اپنے/ یا کسی چیز کے اوپر اٹھالیں اور اُسے نکال دیں جبکہ وہ اس کو ناپسند کرنے والا ہو اور اکراہ معروف مراد نہیں ہے کہ اس کو ڈرائیں اور دھمکی دیں کہ وہ خروج کا ارتکاب کرے کیونکہ اگر اُسے ڈرایا گیا اور مسجد سے خود چلتے ہوئے نکلا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ یہ معروف ہے کہ اکراہ ہمارے نزدیک فعل کو معدوم نہیں کرتا۔ اور بحرالرائق والے نے اسی کو ثابت رکھا اور یعقوبیہ میں استدلال پر اعتراض کیا گیا کہ علماء نے لا اسکن الدار میں فرمایا ہے کہ حالف کو باندھ دیا گیا اور منع کیا گیا تو حالف حانث نہیں ہوگا کیونکہ اکراہ کو فعل کے اعدام میں تاثیر ہے (گویا تعارض ہے) علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں میں نے بحرالرائق کے حاشیہ منحۃ الخالق میں اس کا جواب دیا ہے کہ اس اعتراض کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اکراہ کا فعل کو اس طرح معدوم کرنا کہ اس فعل کی نسبت فاعل کی طرف نہ کی جائے اس وقت ہوتا ہے جب اکراہ فاعل کے اختیار کو معدوم کر دیتا ہے اور یہاں اس کا خروج اپنے اختیار کے ساتھ ہے (تا) (قولہ لا یحنث) اس لئے کہ فعل وہی خروج ہے وہ حالف کی طرف منتقل نہیں ہوا کیونکہ حالف کا امر نہیں ہے اور وہی امر نقل کا موجب ہوتا ہے۔

- میرے خیال میں عدمی شرط میں بر کی شرط سے مانع اکراہ سے مراد عام ہے کہ اکراہ بالقول ہو یا بالعمل کیونکہ موقت عدمی شرط میں حانث ہونے کی شرط عدم ہے اور عدم پہلے متحقق ہے اکراہ ہو یا نہ ہو۔ وقت گزرنے پر حالف حانث ہو جائے گا بخلاف وجودی شرط کے اس میں اکراہ بالعمل سے حالف حانث نہیں ہوگا لیکن اکراہ بالعمل اس طرح ہو کہ مکرہ اور جابر مکرہ اور مجبور کو حانث ہونے کا عمل نہ کرنے دے جیسا مسجد کے خروج کے مسئلہ میں ہے کہ اکراہ کنندہ لوگوں نے ہاتھوں پر اٹھا کر حالف کو مسجد سے خارج کیا۔

چونکہ یمین بالطلاق کے مسائل میں اکراہ کے حوالہ سے فتح القدیر کی مذکورہ عبارت اور علماء کی مذکورہ عبارت نظر سے گزری اور تعارض کی وجہ سے کچھ پریشان ہوا لیکن الحمدللہ منحۃ الخالق میں الجھن کا جواب پا کر دل کو خوشی حاصل ہوئی۔

☆ الاصل بقاء ما کان علی ما کان۔ بنیادی طور پر جو چیز جس حالت پر ہو اسی پر باقی رہتی ہے ☆